وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحدیث)

روئیداد مناظرہ
حیاتُ الانبیاء علیہم السلام

بمقام: ہتھیجی تحصیل احمدپور شرقیہ ضلع بہاولپور

مؤلف:

مولانا جمیل الرحمن عباسی مدظلہ
مدیر "مجلہ تسکین الصدور" بہاولپور

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون

نحن نؤمن ونصدق بانہ ﷺ حی یرزق فی قبرہ ..... والاجماع علی ھذہ



رودیداد

مناظرہ حیات الانبیاء

بمقام .... تحصیل احمد پور شرقیہ ضلع بہاولپور

جمیل الرحمن عباسی صاحب

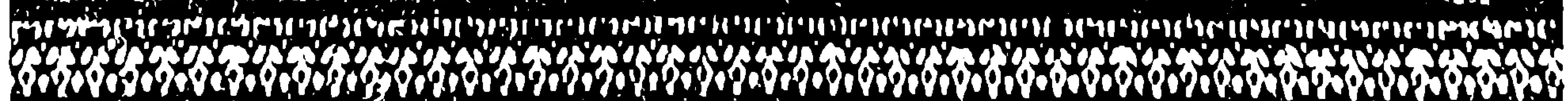
ناشر

ادارہ اشاعت الخیر

بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

0322-6748121,0300-7301239

061-4514929



بسم اللہ الرحمن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفے چند)

مولانا جمیل الرحمن عباسی

ھتھیجی ضلع بہاول پور میں ۵ر صفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۸/اپریل ۲۰۰۲ء کو حیات النبی ﷺ کے عنوان پر مناظرہ ہوا۔ مولانا جمیل الرحمن عباسی ان دنوں جامعہ دار العلوم مدنیہ بہاول پور میں دورہ حدیث کے طالب علم تھے۔ آپ کے مد مقابل اشاعۃ التوحید کے رہنما مولانا نصر اللہ طاہری تھے۔ اس مناظرہ کی رپورٹ ''روئیداد مناظرہ حیات الانبیاءؑ'' کے نام پر شائع ہوئی۔ جسے اس مجموعہ میں شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

استاذ محترم حضرت اقدس مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب مدظلہ

(مدیر دار العلوم مدنیہ بہاول پور)

کے نام

جن کی مسلسل توجہ، بھرپور حوصلہ افزائی، بے دریغ معاونت اور مخلصانہ دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے پڑھنے، لکھنے اور بولنے کا تھوڑا سا ذوق عطاء فرمایا۔

جمیل الرحمن عباسی

عرض ناشر

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد!

برادر مکرم حضرت مولانا مفتی جمیل الرحمن عباسی صاحب میرے انتہائی مخلص، قریبی اور باصلاحیت دوست ہیں۔ چند روز قبل انہوں نے فون پر بتلایا کہ آج سے نو سال پیشتر ''منکرین حیات الانبیاء'' کے ساتھ ہونے والے ہمارے مناظرہ کو مماتیوں نے کتابی شکل میں شائع کر دیا ہے۔ مگر انہوں نے بددیانتی اور خیانت کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ اس لئے حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ اور مولانا منیر احمد منور مدظلہ کے حکم سے میں نے صحیح صورتحال کیسٹوں کی مدد سے مرتب کر لی ہے اور ''روئیداد مناظرہ'' اکابر کی تقریظات کے ساتھ کمپوز کرالیا ہے۔ میں چاہتا ہوں آپ یہ ''روئیداد مناظرہ'' اپنے ادارہ ''اشاعت الخیر'' سے شائع کریں۔

میں نے مسلک کی اشاعت کا یہ موقع غنیمت جانتے ہوئے حامی بھر لی اور میں بجا طور اس کام کو سعادت اور نجات آخرت کا ذریعہ سمجھتا ہوں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ عالیہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ تاحیات علماء دیوبند اہل السنۃ والجماعۃ سے وابستگی نصیب فرمائیں اور خاتمہ بالخیر فرمائیں۔

آمین بحرمۃ النبی الکریم!

(مولانا مفتی) عبدالرشید

مکتبہ اشاعت الخیر، بیرون بوہڑ گیٹ ملتان

حمد باری تعالیٰ

لب صحراء چشم تر کھڑا ہوں
سراپا بے صدا بے گھر کھڑا ہوں

نہ جانے کب بکھر جاؤں ہوا میں
کسی طوفان کی زد پر کھڑا ہوں

تری منشاء کے آگے سر جھکائے
مثال گنبد بے در کھڑا ہوں

مری تشنہ لبی کی لاج رکھنا
سمندر کے کنارے پر کھڑا ہوں

تری رحمت کی بارش ہو رہی ہے
میں ننگے پاؤں ننگے سر کھڑا ہوں

تھکا ہارا مسافر ہوں میں کب سے
فصیل شوق سے لگ کر کھڑا ہوں

مری اڑنے کی خواہش ہے مگر میں
شکستہ جاں شکستہ پر کھڑا ہوں

کسی منظر کے اندر ہوں نہ باہر
میں بے تمثیل بے منظر کھڑا ہوں

تری رحمت سے شرم آتی ہے مجھ کو
پس دیوار جاں چھپ کر کھڑا ہوں

مجھے محسوس ہوتا ہے کہ جیسے
اکیلا ہی سر محشر کھڑا ہوں

(محترم شیر خان انجم نیازی، راولپنڈی)

بتا دینا مدینہ کے مسافر

مجھے راحت نہیں حاصل یہاں پل بھر مرے آقا ﷺ
تڑپ ہے گنبد خضریٰ چلوں اڑ کر مرے آقا ﷺ

مزایوں ہے سلاموں کے تحائف اس طرح بھیجوں
نظر کے سامنے ہو عائشہ کا گھر مرے آقا ﷺ

تلاوت کی اذانوں کی صدائیں رس بھری ہیں واں
جہاں سوئے ہوئے ہیں ساقی کوثر مرے آقا ﷺ

بتا اے مسجد نبوی وہ منظر کیسا دلکش تھا
کہ بوبکر و عمر پیچھے مصلے پر مرے آقا ﷺ

یہاں کے لالہ وگل سے وہاں کے خار اچھے ہیں
گل تر ہیں چبھیں جو بھی وہاں کنکر مرے آقا ﷺ

ہے عرش ولوح وکرسی جنت الفردوس سے بڑھ کر
وہ مٹی جو بنی ہے آپ کا بستر مرے آقا ﷺ

شب معراج سارے انبیاء ہیں مقتدی ٹھہرے
مصلائے امامت پر تھے جلوہ گر مرے آقا ﷺ

بڑا ہی ناز ہو گا مجھ کو اپنی خوش نصیبی پر
تری حرمت پہ گر کٹ جائے میرا سر مرے آقا ﷺ

بتا دینا مدینہ کے مسافر شاہ بطحا کو
زیارت کو مرا دل ہے بڑا مضطر مرے آقا ﷺ

بڑی ہی عاجزانہ اک گزارش ہے یہ اجمل کی
کہ ہو نظر کرم مجھ پر سر محشر مرے آقا ﷺ

(مولانا جمیل الرحمن اجمل عباسی، بہاول پور)

مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ

امام اہل سنت شیخ صفدر ہم سے بچھڑے ہیں
نہاں ہے کارواں غم میں کہ رہبر ہم سے بچھڑے ہیں

بھنور کی زد میں کشتی ہے کنارے دور ہیں خاصے
پریشاں ہم نہ ہوں کیونکر شناور ہم سے بچھڑے ہیں

فراغت دیوبند سے اور تلمذ شیخ مدنی سے
بڑی عظمت، حسیں نسبت کے پیکر ہم سے بچھڑے ہیں

روحانی فیض واں پھر اں کے سرہندی سے پایا ہے
وہ قندیلیں تصوف کی جلا کر ہم سے بچھڑے ہیں

عیسائیت، روافض، قادیانیت، رضاخانی
ہر ایک باطل سے لی ہے جس نے ٹکر ہم سے بچھڑے ہیں

مماتیت، مودودیت، حدیث و فقہ کے منکر
ضلالت کے سبھی بت وہ گرا کر ہم سے بچھڑے ہیں

مفسر بھی، محدث بھی، مصنف بھی، محقق بھی
علوم دین کے گہرے سمندر ہم سے بچھڑے ہیں

فسردہ رند ہیں سب، میکدہ ہے سونا سونا سا
پلاتے تھے جو جام علم بھر بھر ہم سے بچھڑے ہیں

(مولانا جمیل الرحمن اجمل عباسی، بہاول پور)

یادگار اسلاف، استاذ العلماء حضرت اقدس
مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب مدظلہ العالی

(مدیر: درالعلوم مدنیہ بہاول پور)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مولوی جمیل الرحمن عباسی دارالعلوم مدنیہ بہاول پور میں دورہ حدیث کا طالب علم تھا۔ عیدالاضحیٰ کی چھٹیاں گزارنے گھر گیا تو پتہ چلا کہ مماتیوں کے مدرسہ میں ایک مدرس ''قائلین حیات'' بالخصوص دارالعلوم مدنیہ کے منتسبین کو مناظرے کا چیلنج کرتا رہتا ہے۔ مولوی جمیل عباسی صاحب ان سے ملنے گیا اور جوش میں آ کر مناظرہ طے کر لیا۔ حالانکہ وہ مناظرہ کا اتنا تجربہ بھی نہ رکھتا تھا۔

بہاول پور آ کر مجھ سے مشورہ لیا۔ میں نے اسے چند دن تیاری کے لئے دے دیئے۔ اہل حق کے ساتھ نسبت کی برکت سے مماتیوں کے بڑے بڑے شیوخ اور تجربہ کار مناظرین کو زبردست شکست دی اور واضح کامیابی حاصل کی۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل میں برکت عطاء فرمائے اور مطالعہ میں مزید وسعت عطاء فرمائے۔

عطاء الرحمن دارالعلوم مدنیہ بہاول پور

جانشین حضرت اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ، مناظر اسلام، حضرت مولانا محمد انور اوکاڑوی مدظلہ

استاذ حدیث ورئیس تخصص فی الدعوۃ والارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان

خلیفہ مجاز حضرت اقدس سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

قارئین کرام! قرب قیامت فتنوں میں اضافہ کا ذریعہ ہے۔ "اعجاب کل ذی رای برایہ" کا زمانہ ہے۔ اسلاف سے دن بدن اعتماد اٹھتا جا رہا ہے۔ انہی فتنوں میں سے ایک مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کا فتنہ ہے، جس کا انکار ۱۹۵۸ء میں پاکستان بننے کے گیارہ سال بعد کیا جانے لگا۔ جیسا کہ "تعلیم القرآن" اگست ۱۹۶۲ء میں حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب نور اللہ مرقدہ کے تحریر کردہ مضمون میں ہے کہ ہمیشہ سے اکابرین دیوبند کا یہ مسلک جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کی پیروی میں یہ رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں اسی جسمانی دنیوی جسم کے ساتھ حیات ہیں اور تقریباً چار سال سے اس مسئلہ میں نزاع شروع ہوا اور حضرت قاری صاحب نے اس کا پس منظر بھی کچھ اس طرح بیان فرمایا کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے علمائے حرمین شریفین کو علمائے دیوبند سے متنفر کرنے کے لئے ان پر کچھ جھوٹے بہتان لگائے۔ ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ یہ لوگ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منکر ہیں۔ وسیلہ کو شرک کہتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ! اور بعض توہین خدا تعالیٰ اور توہین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بہتان بھی تھے، جس کے نتیجہ میں علمائے حرمین شریفین نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا اور احمد رضا خان نے ان میں سے بعض اعتراضات وجوابات کو حسام الحرمین کی شکل میں شائع کر دیا۔ جب علمائے حرمین کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو انہوں نے فرمایا کہ ہم نے مطلق فتویٰ نہیں دیا بلکہ ان عقائد فاسدہ پر فتویٰ دیا ہے اور انہوں نے اپنی طرف سے چھبیس سوالات علمائے دیوبند کے نام ارسال کئے۔ ان میں مذکورہ بالا سوالات حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بھی تھے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ان سوالات کے تفصیلی جوابات لکھ کر بڑے بڑے اکابرین دیوبند کے دستخط کروا کر علمائے حرمین شریفین کو بھیجے، انہوں نے ان تمام عقائد کی تصدیق کی کہ یہ اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد ہیں۔ پھر علمائے دمشق، مصر وغیرہ نے بھی ان کی تصدیق کی اور پوری دنیا نے مان لیا کہ احمد رضا خان نے جھوٹ بولا تھا اور علمائے دیوبند، اہل السنۃ والجماعت کے عقائد کے حامل ہیں۔ احمد رضا خان کے خلاف یہ فتویٰ ۱۳۲۵ھ میں شائع ہوا۔ ۱۳۴۰ھ تک احمد رضا خان اس کی تردید نہ کر سکا اور ۱۳۴۰ھ میں وہ خائب وخاسر اس جہاں سے چلا گیا۔ بعد میں اس کے بیٹے بھی اس کی تردید نہ کر سکے۔ بالآخر اس کی جزوی تردید پاکستان کے بننے کے گیارہ سال بعد اشاعۃ التوحید والسنۃ والوں نے کی کہ ہم دیوبندی ہیں اور مسئلہ حیات، وسیلہ اور قبروں سے فیض کے منکر ہی نہیں بلکہ ان کو شرک یا مفضی الی الشرک سمجھتے ہیں۔ ورنہ اس سے پہلے کوئی ایک شخص ایسا نہیں تھا جو دیوبندی کہلاتا ہو اور مذکورہ عقائد کا حامل ہو۔ انہوں نے احمد رضا کو سرخرو کرنے کے لئے صرف ان مسائل کا انکار نہیں کیا بلکہ چیلنج بازی شروع کر دی۔ اکابرین دیوبند حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر رحمۃ اللہ علیہ وغیرہما

کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائیں کہ انہوں نے مرزائیت کی تردید کے ساتھ ساتھ اس فتنہ کے تعاقب کرنے کا بھی حق ادا کر دیا۔" فجزاھم اللہ تعالیٰ عن جمیع المسلمین جزاء خیراً"

اس فرقہ کا طریق کار وہی احمد رضا خان والا رہا کہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں چیلنج کرو اور اگر حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب نور اللہ مرقدہ یا حضرت مولانا منظور احمد صاحب نعمانی چیلنج قبول کر کے مناظرہ میں آئیں تو دم دبا کر بھاگنے کی ہر ممکن کوشش کرو اور اگر کہیں مناظرہ میں پھنس جاؤ تو غلط اشتہارات سے عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کرو۔ منکرین حیات کا بھی بالکل یہی رضا خانی طرز عمل رہا ہے۔ مناظرہ سکھر، پھر کالری گیٹ والی مسجد کے مناظروں میں فرار اختیار کیا۔ اگر احمد سعید سے مناظرہ ہوا تو کیسٹوں میں تبدیل کر کے جعلی کیسٹیں عوام کے سامنے پیش کی جانے لگیں۔ لیکن جھوٹ آخر جھوٹ ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دین کی حفاظت کرنی ہے۔ آخر سچ لکھا سامنے آ ہی جاتا ہے، بلکہ ایسے ہی ایک مناظرہ کی حقیقی روداد آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ بندہ اس مناظرہ میں موجود تھا۔ منکرین حیات نے ہزار ہا ٹال مٹول کے بعد جب مجبوراً مناظرہ کیا تو اس دور کے ایک طالب علم (موجودہ محقق مولانا جمیل الرحمن صاحب عباسی حفظہ اللہ) سے ایسی مار کھائی کہ دس سال تک ہوش نہ آیا۔ مگر اب انہوں نے اس مناظرہ کی شکل و صورت بگاڑ کر شائع کی۔ (جب کہ مناظرہ کے فوراً بعد ان کو منہ چھپانے کو جگہ نہیں ملتی تھی) اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ مناظرہ کی صحیح صورتحال عوام کے سامنے پیش کی جائے۔ اس لئے ہمارے مناظر اسلام حضرت مولانا جمیل الرحمن صاحب عباسی نے ہی اس مناظرہ کو آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ ان شاء اللہ! قارئین کرام کے لئے ثابت قدمی اور فریق مخالف کے لئے بھی بشرط عدم تعصب یہ ہدایت کا ذریعہ بنے گا۔ اللہ تعالیٰ اس فرض کفایہ کی ادائیگی پر مولانا عباسی اور ان کے معاونین کو تمام اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف سے دارین کی سعادتیں نصیب فرمائیں اور اس کو ہدایت عوام کا ذریعہ بنائیں۔ آمین!

کتبہ: محمد انور اوکاڑوی غفرلہ

۵ رصفر المظفر ۱۴۳۲ھ

محقق دوراں، مفسر قرآن، ترجمان مسلک احناف

حضرت مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ

استاد حدیث جامعہ باب العلوم کہروڑپکا، امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم محمد وعلیٰ آلہ واصحابہ واھل بیتہ اجمعین۔ اما بعد!

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر مناظرہ کے سلسلہ میں منکرین حیات کی کوشش ہوتی ہے کہ موضوع مناظرہ کی تنقیح نہ ہو بلکہ موضوع مبہم رہے کہ قائلین حیات، انبیاء علیہم السلام کی حیات ثابت کریں اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی موت پر دلائل دیں گے جب کہ اہل السنۃ والجماعۃ کی کوشش ہوتی ہے کہ پہلے موضوع کی تنقیح ہو، پھر مناظرہ کیا جائے وہ تنقیح یہ ہے کہ یہاں پر چار چیزیں ہیں۔

ا...... عالم دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت تمام انسانوں پر موت کا ورود برحق ہے قرآن کریم میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں موت کا وعدہ ہے۔"انک میت وانھم میتون" اس میں وعدہ موت ہے اور احادیث

میں موت کا وقوع بیان ہوا ہے: ''کل نفس ذائقة الموت، اینما تکونوا یدرککم الموت، کل من علیها فان، اموات غیر احیاء، الله یتوفی الانفس حین موتها'' ان سب آیات میں عالم دنیا کی موت کا ذکر ہے اور اسی عالم دنیا کی موت کے اعتبار سے ان کو ''اموات غیر احیاء'' کہا گیا ہے۔

۲...... روح زندہ ہے یعنی انبیاء، شہداء، صلحاء کی ارواح جنت میں زندہ ہیں۔ کفار اور فجار معذبین کی ارواح دوزخ میں زندہ ہیں۔

۳...... انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ اپنی قبروں میں محفوظ ہیں۔

۴...... نبی کریم ﷺ اور اسی طرح دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے دنیاوی اصلی عنصری جسم جو زمینی قبروں میں ہیں وہ زندہ ہیں یا نہیں۔

ان میں سے پہلی تین چیزوں پر دونوں فریق متفق ہیں۔ اس لئے ان پر دلائل دینے کی ضرورت نہیں البتہ چوتھی چیز میں اختلاف ہے۔ جمہور اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ارواح جنت میں ہیں، لیکن ان ارواح کا قبروں میں محفوظ اجساد کے ساتھ تعلق ہے اور اس تعلق کی وجہ سے اجساد مبارکہ زمینی قبروں میں زندہ ہیں جب کہ منکرین حیات کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے دنیاوی جسم زمینی قبروں میں زندہ ہیں اور ارواح کا ان جسموں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

الحمد للہ! اہل السنۃ والجماعۃ کے پاس اس عقیدہ پر قرآن، حدیث اور اجماع سے دلائل کا انبار ہے۔ اسی طرح کتب سلف کے اس عقیدہ پر سینکڑوں حوالہ جات ہیں۔ لیکن منکرین حیات کے پاس نہ قرآن کی کوئی دلیل ہے نہ حدیث کی، نہ اجماع ہے اور نہ اس پر سلف کی ہزاروں کتب سے کوئی حوالہ پیش کر سکتے ہیں۔ البتہ ان کے پاس دھوکہ ہے۔ وہ یہ کہ عالم دنیا کی موت کی آیات واحادیث کو قبر پر فٹ کرتے ہیں۔ موضوع کی مذکورہ بالا تنقیح کے بعد ان کے دھوکے کا دروازہ بند ہو جاتا ہے اور اس دھوکہ کی قلعی کھل جاتی ہے۔ اس لئے جب سے اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی طرف سے موضوع کی تنقیح کی گئی ہے، اس وقت سے منکرین حیات ''حیات النبی ﷺ'' کے موضوع پر مناظرہ کرنے سے مختلف حیلے بہانے کر کے راہ فرار اختیار کرتے ہیں۔ جب میں نے ھتھیجی کے مناظرہ میں تنقیح پیش کی تو منکرین حیات کے سب موجود علماء حواس باختہ ہو گئے اور مناظرہ میں اپنے تحریر کردہ دعویٰ پر ایک دلیل بھی پیش نہ کر سکے اور عالم دنیا کی موت کی آیات پڑھ کر دھوکا دینے کی کوشش کی۔ لیکن مجلس مناظرہ میں موجود سب لوگ اس دھوکہ کو سمجھ چکے تھے۔ اس لئے ان کا یہ دھوکا نہ چل سکا یا پھر روح کے جنت میں زندہ ہونے کی حدیث پیش کی۔ لیکن اپنے اس دعویٰ پر کہ انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ زمینی قبروں میں زندہ نہیں۔ ایک دلیل اور ایک حوالہ بھی پیش نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ ان کو کہا گیا کہ اگر تمہارے پاس صحیح حدیث نہیں تو ضعیف حدیث ہی پیش کر دو۔ لیکن وہ بھی پیش نہ کر سکے۔ یہ بھی ان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ سلف کی ہزاروں کتابوں میں سے کسی ایک کتاب میں اپنا یہ عقیدہ صراحۃً دکھا دیں۔ لیکن وہ کسی کتاب میں بھی اپنا یہ عقیدہ صراحۃً نہ دکھا سکے، جب کہ مناظر اہل السنۃ مولانا جمیل الرحمن عباسی صاحب نے قرآن وحدیث کے دلائل سے زمینی قبروں میں انبیاء علیہم السلام کا زندہ ہونا ثابت کیا اور سلف کی کتابوں سے اس عقیدہ کی صراحت پر متعدد حوالہ جات پیش کیے۔ اس مناظرہ ''ھتھیجی'' کی خیانت پر مبنی (موؤں) داستان تو

آپ حضرات کی نظر سے گزر چکی ہوگی، اب اس مناظرہ کی بھی داستان اور بھی تصویر بھی ملاحظہ کیجئے اور داد دیجئے۔ اس وقت کے ہمارے دورہ حدیث کے طالب علم جمیل الرحمن عباسی صاحب کو جس نے منکرین حیات کے شیخ الحدیث والتفسیر فاضل علوم عقلیہ ونقلیہ استاذ العلماء کو لاجواب کر کے شکست فاش دی۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اس فاضل نوجوان کی حفاظت فرمائے اور علم وعمل کی نعمت نصیب فرما کر صحت وعافیت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ حفاظت دین اور دفاع دین کی اعلیٰ سے اعلیٰ خدمت کی توفیق دیں۔ منیر احمد منور غفرلہ

خادم الطلباء جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا

امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان

یادگار اسلام مصنف وادیب

حضرت مولانا فضل الرحمن دھرم کوٹی صاحب مدظلہ

شیخ الحدیث جامعہ صدیقیہ بہاول پور، خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم!

قائلین حیات نبوی حضرات دیوبند اور منکرین حیات نبوی گجراتی ٹولہ کے مابین مناظرہ "ھتیجی" کی روئیداد میرے سامنے ہے۔ میں نے اسے بار بار پڑھا۔ فریقین کے دلائل کو ہر طرح سے جانچا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ قائلین حیات کے مناظر مولانا جمیل الرحمن صاحب عباسی حفظہ اللہ نے اپنا عقیدہ کہ انبیاء علیہم السلام اپنی دنیاوی قبور میں زندہ ہیں۔ ایک آیت قرآنی "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لاتشعرون" سے دلالۃ النص کے طور پر اور ایک حدیث رسول "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" سے عبارۃ النص کے طور پر اور اکابر وفقہاء ومحدثین کی عبارات سے تائید کے طور پر بحسن وخوبی ثابت کر دکھایا۔ لیکن منکرین حیات کے مناظر مولوی نصر اللہ طاہری اپنے عقیدہ کی انبیاء علیہم السلام اپنی زمینی قبروں میں مردہ پڑے ہوئے ہیں۔ نہ تو کسی آیت قرآنی اور نہ ہی کسی روایت حدیثی سے ثابت کر سکا۔ جس کا مضمون واضح طور پر یہ ہو کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبور میں مردہ ہیں۔ سامعین، منصفین اور منتظمین نے ان سے بار بار مطالبہ کیا کہ آپ نفی حیات پر کوئی آیت یا روایت پڑھیں مگر ان کے پاس ہوتی تو پڑھتے وہ صرف مثبت حیات آیت میں تاویل کرنے اور مظہر حیات روایت کو مجروح کرنے میں لگے رہے۔ حتیٰ کہ ان سے علی سبیل التنزل یہ بھی کہا گیا کہ اگر تمہارے پاس اپنے مدعا نفی حیات پر کوئی صحیح روایت نہیں ہے تو چلو کوئی ضعیف بلکہ موضوع روایت ہی پیش کر کے اپنی ناک بچا لو، مگر ان کے پاس کوئی واضح آیت و روایت ہوتی تو پیش کرتے۔ وہ اس پر ناراض تو بہت ہوئے کہ ہم سے ضعیف روایت کا مطالبہ کیوں کیا۔ لیکن صحیح تو برطرف وہ ضعیف وموضوع روایت بھی نہ دکھا سکے، جس سے سامعین، منصفین اور منتظمین تینوں سمجھ گئے کہ ان تلوں میں تیل نہیں ہے۔

زمین شور سنبل برنیاید درو تخم عمل ضائع مگرداں

لہٰذا منتظمین مناظرہ حاجی محمد اسماعیل اور ملک نذیر احمد ارائیں نے اعلان کر دیا کہ منکرین حیات نبوی جھوٹے ہیں۔ان کے پاس دلیل نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔اس طرح اللہ تعالیٰ نے حق کو سرخرو اور باطل کو ذلیل کر دیا۔ میں بہت حیران ہوں کہ مماتی حضرات یعنی منکرین حیات نبوی مدینہ منورہ روضہ رسول پر کس منہ سے جاتے ہوں گے اور انہیں شفاعت کی امید کس طرح ہو سکتی ہو؟

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب شرم تم کو مگر نہیں آتی

از فضل الرحمن دھرم کوٹی

مدرس جامعہ صدیقیہ بہاول پور

خطیب جامع مسجد قاسمی خانقاہ شریف بہاول پور

مفسر قرآن، مصنف کتب کثیرہ

حضرت مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب مدظلہ

مدرس جامعہ قاسم العلوم ملتان، خلیفہ مجاز حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادر عزیز حضرت مولانا جمیل الرحمن صاحب عباسی زمانہ طالب علمی سے ہی ہونہار عالم دین ہیں۔اکابر اسلاف اہل السنۃ کے مسلک کی ہو بہو اتباع کرنے والے ہیں، ان کا خمیر حق کے لئے سینچا گیا ہے، جس پر یہ اب تک کمر بستہ ہیں۔اسی روسے مجلہ ''تسکین الصدور'' بڑی کامیابی سے چلا رہے ہیں۔ساتھ ہی مدرسہ جامعہ عباسیہ کی سرپرستی اور ذمہ داری بھی انہیں کے سر ہے۔

پیش نظر مناظرہ حیات الانبیاء علیہم السلام فی قبورہم الارضیۃ ان کے علمی شعور کی دلیل ہے کہ کس طرح فریق مخالف کی تلبیسات کو فطری صلاحیت اور علمی استعداد سے طشت از بام کیا ہے اور مناظرہ کی صحیح روئیداد کی اشاعت کر کے ان کے کذب بیانی کے قلعہ کو مسمار کر دیا ہے۔

اگر قارئین بنظر انصاف اس روئیداد کو ملاحظہ فرمائیں گے تو اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند کے اس مسلک حق کو صحیح حقیقی معنوں میں دیکھ سکیں گے۔ساتھ ہی اس مسئلہ پر ایک رسالہ ''اجماعی عقیدہ'' قلمبند کر کے مولانا موصوف نے عقیدہ ممات الانبیاء کا ناپاک قلعہ منہدم بھی کر دیا ہے۔یہ مناظرہ میری موجودگی اور معاونت میں ہوا۔ جیسا کہ روئیداد کے شروع میں مذکور بھی ہے، اس روئیداد میں حضرت عباسی صاحب نے جو کچھ درج کیا ہے وہ حق وصداقت پر مبنی ہے۔مبالغہ آرائی اور غلط بیانی سے کام نہیں لیا۔

اللہ تعالیٰ مولانا کی دینی خدمات کو قبول فرمائے اور مزید خدمات کی توفیق عطاء فرمائے۔والسلام!

امداد اللہ انور کان اللہ لہ وکان ہو للہ

مدرس مدرسہ قاسم العلوم گلگشت کالونی ملتان

۱۴ردسمبر ۲۰۱۰ء

داعی وحید وسنت، قاطع شرک و بدعت

حضرت مولانا مفتی محمد اسماعیل صاحب مدظلہ

مدیر جامعہ خلفاء راشدین احمد پور شرقیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بندہ نے آں محترم کے اصرار پر مختصر وقت میں مرسلہ روئیداد مناظرہ کو دیکھا اپنی بساط بھر آپ نے اچھا کہا اور موزوں لکھا۔ حیات فی القبر جو ناقص اور نوع من الحیاۃ ہے بلکہ مقدمہ حیات آخرت ہے، مثل ماں کے پیٹ کی زندگی کے جو حیات دنیا کا مقدمہ ہے۔ اس کا ماننا نہ قرآن کے خلاف ہے اور نہ ہی مزاج توحید کے۔ مگر ان مدعیان توحید وعدل ظاہر بین حضرات کو خدا ہی سمجھائے کہ

در حیرتم کہ دھقاں ایں از کجا شنید؟ سر خدا کہ عابد و زاہد کسے نہ گفت

البتہ اس نظریہ کو اس کے درجہ ہی میں رکھا جائے۔ منکرین کے رد عمل میں کسی بے جا غلو اور تجاوز عن الحد کر کے اسے مدار کفر و ایمان ہی نہ بنا دیا جائے۔

حضرت شیخی واستاذی (حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر) نور اللہ مرقدہ نے "تسکین الصدور" وغیرہ کتب میں کافی سے زائد مواد اس پر جمع فرما دیا ہے۔ بندہ بوقت ضرورت طلبہ وعوام کے سامنے اسے ہی بتلا سمجھا دیا کرتا ہے، وبس کہ "لست علیھم بمسیطر" اور "انما علیك البلاغ" فرمان الٰہی ہے حق تعالیٰ ہم سب کو اپنی مرضیات اور "الاھم فالاھم" دینی تقاضوں اور ضرورتوں میں کھپنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ فقط!

حررہ بندہ محمد اسماعیل عفی عنہ

مدرسہ عربیہ خلفاء راشدین ریلوے روڈ احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

۷ رمحرم الحرام ۱۴۳۲ھ

فاضل نوجوان، ترجمان احناف

مولانا مفتی رب نواز صاحب مدظلہ

مدرس دار العلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

باکمال مناظر

عرصہ سات سال کئی افراد کی زبانی یہ سنتا رہا کہ حضرت مولانا جمیل الرحمن عباسی حفظہ اللہ نے "ھتھیجی" کے علاقہ میں مماتیوں سے مناظرہ کیا اور اس میں فتح یاب ہوئے ہیں۔ پھر جب یہ معلوم ہوا کہ یہ مناظرہ انہوں نے اپنے طالب علمی کے زمانہ میں کیا ہے تو اور بھی رشک آیا کہ الحمد للہ! اہل السنۃ، احناف دیوبند کے طالب علم نے مماتیت کے عالم ومدرس بلکہ علاقہ کے اس نامور مناظر سے میدان جیتا ہے جو اکثر وبیشتر تعلّی آمیز چیلنج کیا کرتا تھا مگر اللہ کے فضل سے طالب علم نے اس کا غرور خاک میں ملا دیا۔

ساتھیوں کی زبان سے فتح کی خوشخبری سن کر دل میں اس مناظرہ کے سننے کا اشتیاق پیدا ہوا مگر نہ تو اس کی کیسٹیں دستیاب ہوئیں اور نہ ہی شرکائے مناظرہ میں سے کسی سے اس کی روئیداد سن سکا۔ خود مولانا عباسی اطال اللہ عمرہ کی خدمت میں کئی مرتبہ حاضری ہوئی لیکن وہاں بھی کبھی اس کی تفصیل سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں اپنی فتح یابی کے تذکرے کرنا پسند نہیں۔ یوں خواہش دل ہی دل میں انگڑائیاں لیتی رہی۔ یہاں تک آج قدرت کی یاوری کے باعث ''روئیداد مناظرہ حیات الانبیاء'' کا پروف سامنے آیا، اس کے مطالعہ سے نہ صرف یہ کہ میری پرانی آرزو ''فریقین کے دلائل اور ان کی صحت و سقم معلوم کرنے'' کی تکمیل ہوئی بلکہ اس کے پس منظر سے بھی آگاہ ہوا۔ الحمد للہ!

نماز عصر کے بعد اس کا مطالعہ شروع کیا تو دوران مطالعہ بہت ہی لطف و سرور آیا۔ اس لئے روانی و تسلسل سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ رات کو سونے سے پہلے پہلے اس کو مکمل پڑھ لیا۔ اس میں حیات انبیاء علیہم السلام کے دلائل بھی سامنے آئے۔ منکرین کے وساوس بھی، مناظر اہل السنۃ کے دعوے اور دلیل میں مطابقت بھی معلوم ہوئی اور مخالف کا دعوے سے ہٹ کر گفتگو کرنا بھی نظر نواز ہوا۔ قائلین حیات کے مناظر کی معقول گفتگو بھی مطالعہ سے گزری اور منکرین کی نامعقول باتیں بھی، عباسی صاحب کی مضبوط گرفت بھی نظر آئی اور مقابل کا خواہ مخواہ واویلا کرنا بھی، ہمارے مناظر کا جاندار اقدام و دفاع خوب تر لگا اور ان کے مناظر کی پسپائی اور شکست واضح تر تھی۔ جب پورے رسالہ کا مطالعہ کر چکا تو دل و دماغ کا فیصلہ یہ تھا۔ ''حضرت مولانا جمیل الرحمن عباسی تو ماشاء اللہ! بہت ہی باکمال مناظر ہیں۔'' ان کے چند مناظرانہ کمالات آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

محل نزاع کا تعین

گمراہ فرقوں کا یہ وطیرہ ہے کہ وہ بات کو الجھاؤ میں رکھتے ہیں جو چیز محل نزاع ہے۔ اس سے ہٹ کر دلائل پیش کرتے ہیں، اس لئے باکمال مناظر کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ محل نزاع متعین کرے۔ تاکہ قوم کو پتہ چلے کہ فریقین میں سے کس کے دلائل دعویٰ کے مطابق ہیں اور کس کے نہیں؟ ہمارے مناظر نے بھی اپنی پہلی ہی تقریر میں کہا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام پر دنیا میں موت آچکی ہے۔ اس میں کسی کو اختلاف نہیں۔ اس لئے دنیا کی موت و حیات زیر بحث نہیں۔ اختلاف تو اس میں ہے کہ قبروں میں مدفون انبیاء کرام علیہم السلام کو حیات حاصل ہے یا نہیں؟ ہم قبر کی حیات ثابت کریں گے اور مدمقابل قبر میں مردہ ہونے پر دلائل دیں گے۔

محل نزاع کے تعین کے بعد عقل و شعور رکھنے والا ہر شخص بآسانی جان سکتا ہے کہ ماشاء اللہ ہمارے مناظر نے جو دلائل دیئے وہ دعویٰ کے مطابق حیات فی القبر سے تعلق رکھتے ہیں۔ مثلاً ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' جب کہ مخالف نے دنیا والی موت کے وقوع پر زور لگایا جس پر کوئی نزاع ہی نہیں۔ قبر میں انبیاء کرام علیہم السلام کے مردہ ہونے پر باوجود مطالبہ کوئی ضعیف حدیث بھی پیش نہیں کر سکا۔

محل نزاع کے اس تعین کے بعد مدمقابل جناب نصر اللہ صاحب کو اس مناظرہ سے یہ سبق ملا ہے کہ آئندہ کسی مناظرہ میں ''انبیاء کرام قبروں میں مردہ ہیں'' کا دعویٰ تحریر نہیں کرنا۔ یہی وجہ ہے کہ ۲۳ رجون ۲۰۱۰ء کو بمقام ہیڈ پنجند ضلع مظفر گڑھ کے مناظرہ میں ''سیدنا نبی ﷺ اپنی قبر میں مردہ ہیں'' کا دعویٰ لکھنے سے انہوں نے انکار کر دیا۔

حالانکہ مماتی میزبان محمد الیاس صاحب نے انہیں کہا بھی ہے کہ آج کے مناظرہ میں ہم مماتی لوگ قبر میں حضور ﷺ کا مردہ ہونا ثابت کریں گے۔ جب کہ حیاتی حضرات آپ ﷺ کا زندہ ہونا۔ کیونکہ اسی عنوان سے ہی مناظرہ کا ہونا طے پایا اور یہی نقطہ اختلاف مناظرہ کا سبب بنا۔ الیاس صاحب کے یہ الفاظ کیسٹ میں ریکارڈ ہیں۔ لیکن ہمارے مطالبہ اور الیاس صاحب کی گواہی کو نصر اللہ صاحب نے قبول نہ کیا۔ چونکہ ان کے علم میں تھا کہ میں نے جو دلائل تیار کر رکھے ہیں۔ وہ قبر میں مردہ ہونے کو ثابت نہیں کرتے۔ اس لئے انہوں نے اسی میں عافیت سمجھی کہ قبر میں ممات ثابت کرنے کا دعویٰ تحریر نہ کیا جائے۔ تین گھنٹے کی بحث و تکرار کے بعد بالآخر دعویٰ تحریر کئے بغیر مقام مناظرہ سے کوچ کر گئے۔

دلائل کی مضبوطی

باکمال مناظر کی نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے موقف پر انتہائی مضبوط اور وزنی دلیل پیش کرتا ہے۔ مضبوط ترین دلیل نص قطعی یعنی قرآن کا فیصلہ ہے۔ ہمارے مناظر نے نص قطعی کی ایک قسم دلالت النص ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء'' اپنے مدعا پر پیش کی بلکہ اپنی دوسری تقریر میں فرق مخالف کے معتبر مصنف محمد حسین نیلوی کی کتاب ندائے حق سے ثابت کیا کہ حیات الانبیاء دلالۃ النص سے ثابت ہے اور وہ قطعی ہوتا ہے۔ جیسا عبارۃ النص یعنی جس طرح خود قرآن مجید قطعی ہوتا ہے۔ اسی طرح جو چیز دلالت النص سے ثابت ہو وہ بھی قطعی ہوتی ہے۔ انتہی!

فریق مخالف اپنی تقریروں میں کہا کرتا ہے کہ حیات انبیاء کے قائلین کے پاس نص قطعی نہیں ہے۔ وہ صرف قول اور قولیاں پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر الحمد للہ! ہمارے مناظر نے خود ان کے گھر سے شہادت پیش کر دی ہے کہ حیات انبیاء نص قطعی سے ثابت ہے۔ مماتیوں کو موت کا معنی بیان کرنے کا بڑا شوق ہوتا ہے اور وہ تقریروں میں اکثر موت کا معنی کرتے ہیں۔ خروج الروح عن الجسد یعنی روح کا جسم سے نکلنا موت ہے۔ جب موت کا یہ معنی ہے تو حیات کا معنی اس کے برعکس روح کا جسم میں داخل ہونا یا روح کا تعلق جسم سے قائم ہونا ہی ہوگا۔ جب نیلوی صاحب مماتی نے حیات انبیاء کو نص قطعی سے ثابت مان لیا تو نتیجہ واضح ہے کہ روح انبیاء کے جسموں میں داخل ہے یا کم از کم روح کا تعلق ضرور جسم کے ساتھ ہے۔

سینہ زوری کا پردہ چاک کرنا

اہل باطل وضلالہ عموماً دلائل سے تہی دامن ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ مناظرہ میں ایسی عبارات پیش کرتے ہیں جن سے ان کا موقف ثابت نہیں ہوتا، مگر وہ سینہ زوری سے کام لیتے ہوئے ان سے اپنا موقف زبردستی کشید کر لیتے ہیں۔ اس لئے باکمال مناظر کا فریضہ ہوتا ہے کہ وہ ان کی سینہ زوریوں کا پردہ چاک کر کے حقیقت کو طشت ازبام کرے۔ جب مدمقابل نصر اللہ صاحب نے اکابر کی عبارت سے از خود مسئلہ کشید کر کے غلط تاثر دینا چاہا تو ہمارے مناظر نے ان کی سینہ زوری کو روز روشن کی طرح واضح کر کے صحیح صورتحال سامعین کے گوش گزار کر دی۔ مثلاً انہوں نے بیان القرآن کی عبارت پیش کر کے از خود مسئلہ کشید کیا کہ انبیاء قبروں میں زندہ نہیں تو ہمارے مناظر نے

اپنی تیسری تقریر میں فرمایا کہ آپ نے حضرت تھانوی کی بیان القرآن سے غلط مسئلہ کشید کیا ہے۔ وہ ہرگز اس بات کے قائل نہیں جو آپ تاثر دے رہے ہیں، بلکہ اس کے برعکس اپنی کتب نشر الطیب میں لکھتے ہیں: ''پس آپ کا زندہ رہنا قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے، شہید کے لئے حیات و مرزوقیت ثابت ہے، مگر انبیاء کی حیات ان سے اکمل اور قوی ہوتی ہے۔ انتہی!''

اسی طرح نصر اللہ صاحب نے مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ کی عبارت سے غلط مسئلہ کشید کیا تو ہمارے مناظر نے پانچویں تقریر میں اس کے برعکس معارف القرآن ج ۱ ص ۱۷۳ کی عبارت سنادی کہ وہ تو قبر میں عذاب وثواب ہونے کو قرآن کریم کی متعدد آیات اور حدیث متواترہ سے ثابت مانتے ہیں۔ آپ کا کشیدہ مطلب خود انہی کے اپنے لکھے ہوئے کے خلاف ہے۔ یعنی ''توجیہ القول بما لا یرضیٰ بہ القائل'' والی مثال کو دہرانا ہے۔

منہ توڑ جواب دینا

مدمقابل مناظر بعض دفعہ اپنے موقف کی تائید میں کوئی ایسی دلیل پیش کرتا ہے جس سے وہ بظاہر ناخواندہ یا کم علم لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیتا ہے۔ مگر باکمال مناظر جب اس کا منہ توڑ جواب دیتا ہے تو لوگ عش عش کر اٹھتے ہیں اور مدمقابل مبہوت و حیران کھڑا رہ جاتا ہے۔ نصر اللہ صاحب نے قرآن کی آیت: ''اذا بعثر ما فی القبور'' پڑھنے کے بعد کہا: ''من ذوی العقول'' کے لئے ہوتا ہے اور ما غیر ذوی العقول کے لئے ہے۔ جسم اور روح کا مجموعہ ذوی العقول ہے اور جو صرف جسم ہو روح نہ ہو وہ غیر ذوی العقول ہے۔ قبروں میں مدفون جسموں میں روح ہوتی تو قرآن میں ''اذا بعثر من فی القبور'' ہوتا جب کہ ''من فی القبور'' کی بجائے ''ما فی القبور'' ہے۔ معلوم ہوا کہ قبر والے بغیر روح کے صرف جسم و ڈھانچے ہیں۔

نصر اللہ صاحب نے ''من'' اور ''ما'' کا ضابطہ بیان کیا ہے۔ وہ قاعدہ کلی نہیں ہے۔ کلام عرب میں یہ ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتے رہتے ہیں۔ ہمارے مناظر نے ان کے استدلال کا اپنی تقریر نمبر ۴ میں یہ جواب دیا ہے۔ قرآن مجید میں آیا ہے: ''وما انت بمسمع من فی القبور'' کہ تم ان کو نہیں سنا سکتے جو کہ ''من فی القبور'' کہ قبروں میں ہیں۔ معلوم ہوا قبروں میں عام مردوں کو بھی روح اور جسم اکٹھا دیا گیا ہے تو انہوں نے مان لیا کہ عام مردے بھی روح مع الجسد زندہ ہیں۔ دشمنی پتہ نہیں انبیاء کے ساتھ کیوں ہے؟

ہمارے مناظر نے اس منہ توڑ جواب سے ان کے استدلال کی فضائے بسیط میں دھجیاں بکھیر دی ہیں اور بکھری دھجیوں کو اکٹھا کرنا ان کے بس میں نہیں ہے۔ مناظرہ میں اس سے اس کا کوئی جواب نہیں بن سکا۔ وہ منہ تکتا ہی رہ گیا۔ ان کے ہر درس و تدریس، ہر مسجد و مدرسہ اور ہر مجلس و محفل میں اکثر اس آیت: ''وما انت بمسمع من فی القبور'' کا معنی و مفہوم ادا کیا جاتا ہے اس کی تلاوت سے ان کی زبان تر و تازہ رہتی ہے مگر اس کے باوجود نصر اللہ صاحب کو یہ یاد نہ رہا کہ ان کا بیان کردہ ضابطہ اس آیت میں آ کر فنا ہو جاتا ہے اور نہ صرف فنا ہوتا ہے بلکہ الٹا اہل حق کی دلیل بن کر مماتیت کی شکست کو عیاں کر دیتا ہے۔ جس ضابطہ کو انہوں نے ناز و ادا سے مناظرہ میں بیان کیا ہے۔ امید ہے اب اس ضابطہ کو استعمال میں لا کر ''اذا بعثر ما فی القبور'' سے استدلال کرنے پر شرم محسوس کریں گے۔ بشرطیکہ ان کی حس مردہ نہ ہو چکی ہو، کیا بعید ہے کہ عقیدہ ممات کی طرح حس بھی موت کا شکار ہو کر ختم ہو گئی ہو۔

مخالف کی شہادت

باکمال مناظرین کا یہ طرز ہے کہ جہاں وہ اپنے موقف کو اپنے اصولوں سے مدلل کرتے ہیں، وہاں وہ اپنے موقف کی حقانیت پر فریق مخالف کی شہادتیں بھی پیش کرتے ہیں۔ ہمارے مناظر نے بھی اپنی بات کی صداقت پر مماتیت کی شہادتیں نقل کی ہیں۔ مثلاً ندائے حق سے ثابت کیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات نص قطعی سے ثابت ہے۔ اسی طرح جب انہوں نے حیات انبیاء پر مسند ابویعلیٰ کی حدیث سنائی تو نصراللہ صاحب نے مسند ابویعلیٰ کو غیر معتبر کتاب قرار دیا تو ہمارے مناظر نے ندائے حق کا حوالہ سامنے کر دیا کہ مصنف ندائے حق نے مسند ابویعلیٰ کی حدیث لکھ کر اس کا جید ہونا نقل کر دیا ہے۔ ملاحظہ ہو ہمارے مناظر کی چھٹی تقریر۔

مخالف موقف کی کمزوری اجاگر کرنا

مناظرہ میں عموماً ہر فریق حتیٰ الامکان بظاہر اپنے موقف پر دلائل دیتا ہے۔ اگرچہ ان میں سے ایک فریق دلائل سے تہی دامن ہوتا ہے لیکن مناظرہ کا وقت پاس کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ بولتا رہتا ہے۔ عوام الناس کو اپنا بادلیل ہونا باور کرانا چاہتا ہوتا ہے۔ باکمال مناظرہ کی یہ خوبی ہوتی ہے کہ وہ اس کو اس طرح جکڑتا ہے کہ اس کا دلیل سے خالی ہونا سب کو نظر آنے لگتا ہے۔ عام وخاص اس کے موقف کا بے دلیل اور کمزور ہونا آسانی سے معلوم کر لیتے ہیں۔ کیونکہ اس کے وساوس کا پردہ فاش ہو چکا ہوتا ہے، اس کی مغالطہ آمیزی کو بے نقاب کر دیا گیا ہوتا ہے۔ ہمارے مناظر نے اپنے مقابل کی دلائل سے تہی دامنی کو اس قدر واضح کر دیا کہ سامعین کو معلوم ہو گیا کہ ان کے پاس اپنے دعویٰ ''انبیاء اپنی قبروں میں مردہ ہیں'' پر کوئی ٹھوس اور مضبوط دلائل تو کجا کوئی ضعیف حدیث بھی نہیں۔ بارہا ان سے مطالبہ کیا جاتا رہا کہ تم کوئی ضعیف حدیث ہی پیش کر دو کہ انبیاء کرام قبور میں زندہ نہیں مگر وہ نہ کر سکے۔ حتیٰ کہ آخری تقریر میں بھی ان سے کہا: آپ کے پاس جب صحیح حدیث نہیں ہے تو بے شک ضعیف لا دو ہم مان لیں گے۔ ہم آپ کی جب ضعیف حدیث ماننے کو تیار ہیں تو صحیح کیوں نہیں مانیں گے مگر پیش تو کرو۔

مناظر کے ساتھ ساتھ عوام الناس بھی کہنے لگے کوئی ضعیف حدیث ہی سے اپنا موقف ثابت کر دو مگر وہ عاجز رہے...... حیرت کی بات ہے کہ مماتی ہم لوگوں سے کہتے ہیں۔ حیات انبیاء عقیدہ کا مسئلہ ہے اس کے لئے نص قطعی چاہئے وہ ہم سے نص قطعی کا مطالبہ کرتے ہیں، مگر ہم نے ان کے ساتھ اتنی رعایت دی کہ خبر واحد صحیح بھی نہیں ضعیف ہی پیش کر دو اس قدر رعایت، مناظر اور عوام کے مطالبہ کے باوجود انہوں نے مناظرہ سے اٹھ کر چلے جانا تو منظور کیا مگر ضعیف حدیث تک نہیں سنائی جس سے پتہ چلا کہ ان کا مسلک انتہائی کمزور ہے اتنا کمزور ہے کہ اسے ضعیف حدیث تک کا سہارا نصیب نہیں۔ ان کے مسلک کی اس کمزوری کو طشت از بام کرنے کا سہرا الحمد للہ ہمارے مناظر کے سر پر ہے۔ ''اللھم زد فزد'' اللہ تعالیٰ انہیں زیارت حرمین اور سعادت دارین نصیب فرمائے۔ ان کی زندگی، علم وعمل، مال واولاد میں برکت عطاء فرمائے اور ہمیں ان کے علوم سے مستفید ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ!

رب نواز عفا اللہ عنہ

مدرس دار العلوم فتحیہ امیر حمزہ ٹاؤن احمد پور شرقیہ ضلع بہاول پور

یکم محرم ۱۴۳۲ھ بمطابق ۸ دسمبر ۲۰۱۰ء بروز بدھ

یادگار اسلاف، ترجمان اہل السنۃ

حضرت مولانا ابو احمد نور محمد تونسوی صاحب مدظلہ

مدیر جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ ضلع رحیم یار خان

مقدمہ مناظرہ ''ھتھیجی''

بسم اللہ الرحمن الرحیم

برادران اسلام! آج سے تقریباً نو سال پہلے ''ھتھیجی'' کے اڈا پر ایک مناظرہ حیات الانبیاء کے موضوع پر منعقد کیا گیا جس میں اہل السنۃ کی طرف سے حضرت مولانا جمیل الرحمن صاحب عباسی اور منکرین کی طرف سے علامہ نصر اللہ مناظر مقرر تھے اور جانبین سے بڑے بڑے علماء اس مناظرہ میں شریک تھے۔ بندہ عاجز نے اس مناظرہ کو جو کہ کیسٹوں سے نقل کیا گیا تھا، سنا منکرین کے مناظر نے بہت سے مقامات پر جھوٹ اور دجل وفریب سے کام لیا لیکن اس کے باوجود وہ اپنا موقف کتاب وسنت اور اقوال العلماء سے ثابت کرنے میں بری طرح ناکام رہا۔ اس کے جھوٹ کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

جھوٹ نمبر ۱: مماتی مناظر بولتا ہے: ''نبی اکرم ﷺ نے یوں فرمایا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان زمینی قبروں میں زندہ ہیں اور ان جسموں کے ساتھ زندہ ہیں۔ نہیں نہیں!''

حضور اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ میں قطعاً ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں، جن کا ترجمہ یا تشریح یہی ہو بلکہ مماتی مناظر نے حضور اکرم ﷺ کی ذات بابرکات پر سفید جھوٹ بولا ہے اور حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جو شخص مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ حیرت کا مقام ہے کہ مماتی مناظر نے مجلس مناظرہ میں علماء کی موجودگی میں جھوٹ بولا وہ بھی حضور اکرم ﷺ پر اعاذنا اللہ منہ!

جھوٹ نمبر ۲: مماتی مناظر نے دوران تقریر کئی دفعہ حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی ادھوری یا غیر متعلقہ عبارات پیش کر کے یہ دھوکہ دینے کی کوشش کی کہ حضرت تھانوی میرے ہم عقیدہ ہیں اور وہ انبیاء کرام کو اپنی قبور میں زندہ نہیں سمجھتے۔ حالانکہ یہ بھی جھوٹ ہے۔ کیونکہ حضرت تھانوی انبیاء کرام کو اپنی قبور میں زندہ مانتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''حضور ﷺ کی قبر مبارک کے لئے بہت کچھ شرف حاصل ہے۔ کیونکہ جسد اطہر اس میں موجود ہے بلکہ حضور ﷺ خود یعنی جسد مع متلبس روح اس کے اندر تشریف رکھتے ہیں۔ کیونکہ آپ قبر میں زندہ ہیں۔ قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی یہی اعتقاد ہے۔ بہر حال یہ بات باتفاق امت ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام قبر میں زندہ رہتے ہیں۔'' (اشرف الجواب ص ۲۵۰ تا ۲۵۳)

نیز حضرت تھانوی رحمہ اللہ حدیث: ''من صلی علی عند قبری سمعتہ (الحدیث)'' اور حدیث ''اکثروا علی من الصلوٰۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علی (الحدیث)'' پر ایمان ویقین رکھتے ہیں۔

(امداد الفتاویٰ باب ۵ ص ۳۷۲)

نیز حضرت تھانوی روح اور جسد کے تعلق کے بھی قائل ہیں۔ (دیکھئے امداد الفتاویٰ باب ۵ ص ۴۱۸)

جھوٹ نمبر ۳: مماتی مناظر نے اپنے بیان میں عوام الناس کو یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ ان کے ہم عقیدہ ہیں۔ حالانہ یہ بھی سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ مولانا کاندھلوی لکھتے ہیں: ''تمام اہل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔'' (سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۳۸۸)

مولانا کاندھلوی ''من صلی علی عند قبری سمعته (الحدیث)'' کو تسلیم کرتے ہیں۔

(سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۳۹۲)

نیز مولانا کاندھلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''ان تمام روایات سے یہ امر بخوبی واضح ہوگیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔'' (سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۳۹۳، ۳۹۴)

جھوٹ نمبر ۴: مماتی مناظر نے مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کو بھی اپنا ہم عقیدہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ حالانکہ یہ ان پر سفید جھوٹ ہے۔ چنانچہ مفتی صاحب لکھتے ہیں: ''یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔'' (معارف القرآن ج ۷ ص ۲۰۳)

نیز حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''تمام انبیاء خصوصاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے گزرنے کے بعد بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔'' (معارف القرآن ج ۷ ص ۱۷۷، ۱۷۸)

جھوٹ نمبر ۵: مماتی مناظر کہتا ہے: ''ہم حقیقی دیوبندی ہیں۔'' یقین جانئے یہ بھی مماتی مناظر کا سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ تمام علماء دیوبند حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات قبر کے قائل ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ قبر مبارک کے قریب پڑھا جانے والا درود وسلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنفس نفیس سنتے ہیں اور دور سے پڑھا جانے والا درود شریف آپ پر پیش کیا جاتا ہے اور علمائے دیوبند فرماتے ہیں کہ جو شخص اس عقیدہ کو نہ مانے وہ گمراہ ہے۔ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہے اور ایسا شخص نمازوں میں امام بننے کے لائق نہیں ہے اور اس شخص کا علمائے دیوبند سے کوئی تعلق نہ ہے۔ دیکھئے تسکین الصدور، مقام حیات، حیات انبیاء، تسکین الاذکیاء، رحمت کائنات، قبر کی زندگی وغیرہ وغیرہ!

بندہ عاجز نے مشت نمونہ از خروارے کے طور پر چند جھوٹ نوٹ کر دیئے ہیں۔ ورنہ مماتی مناظر کے بیانات جھوٹ سے اتنے لبریز ہیں جن کے لئے دستہ چاہئے۔

مماتی مناظر کا دجل وفریب

اہل السنۃ کے مناظر نے قرآن مجید کی آیت: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات'' اپنے موقف کی تائید میں پیش کی کہ قتیل فی سبیل اللہ زندہ ہے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ قتل والا فعل جسد پر وارد ہوا۔ تیر تلوار اور گولی جسد ہی کو لگتی ہے۔ پس معلوم ہوا کہ مقتول فی سبیل اللہ کا جسد زندہ ہے اور جسد کا قبر میں دفن ہونا اظہر من الشمس ہے تو قرآن مجید کی اس آیت سے بالکل واضح ہے کہ قبر میں شہید کا جسد زندہ ہے۔ لیکن مماتی مناظر نے اہل السنۃ کے مناظر سے یہ مطالبہ شروع کر دیا کہ اس آیت کی تفسیر بیان کرو۔ حالانکہ یہ آیت شہید کے زندہ ہونے پر نص قطعی ہے اور اتنی واضح ہے کہ کسی تفسیر کی ضرورت نہیں ہے۔ مماتی مناظر کا یہ مطالبہ کرنا کہ حدیث سے

اس کی تفسیر بیان کرو محض دجل وفریب ہے۔ جیسے کوئی شخص دعویٰ کرے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور بطور دلیل کے یہ آیت پڑھے: "ان اللہ علی کل شی قدیر" پس یہ دلیل اس کے دعویٰ پر کافی ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ اس آیت کی تفسیر حدیث سے بیان کرو تو یہ ایک فضول سوال ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کہے کہ اس آیت کی تفسیر حدیث سے بیان کرو تو یہ ایک فضول سوال ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا ہے اور دلیل میں "ان اللہ علیم بذات الصدور" پیش کرتا ہے۔ اس کا دعویٰ قرآن سے ثابت ہو گیا اور اس لئے یہ مطالبہ کرنا کہ اس آیت کی تفسیر حدیث سے پیش کرو تو یہ ایک بے جا سوال ہے۔ بعینہٖ آیت مذکورہ شہید کے جسد کی حیات میں بالکل واضح ہے۔ کسی تفسیر کی حاجت نہ ہے۔

اعتباہ: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جب شہید اللہ کی راہ میں قتل کر دیا جاتا ہے تو روح اس کے ہمراہ ہوتی ہے۔ البتہ اس آیت میں جسد کی حیات کا پہلو زیادہ نمایاں تھا تو حضور اکرم ﷺ نے حدیث طیر خضر بیان فرما کر دوسرے پہلو یعنی روح کی حیات کو بھی نمایاں فرمایا اور دوسرے پہلو کو حدیث میں نمایاں کیا گیا۔ باقی شہید کی ارواح سبز رنگ کے پرندوں میں ہیں، کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شہید کو جنت کی سیر وسیاحت کے لئے ایسے طیارے عطاء فرمائے ہیں جو سبز رنگ کے پرندوں کی طرح ہیں۔ جیسا کہ آج کل کے ہوائی جہاز مچھلی کی شکل کے ہیں۔ جن میں مسافر بیٹھ کر سفر کرتے ہیں۔ بعینہٖ اسی طرح شہدائے کرام ان سبز رنگ کے طیاروں میں بیٹھ کر بشکل انسانی جنت کی سیر وسیاحت کرتے ہیں اور ادھر ان کی ارواح کا تعلق قبر میں مدفون اجساد کے ساتھ رہتا ہے۔ جیسا کہ سونے والا شخص اپنے بستر پر موجود ہوتے ہوئے بہت سے مقامات کی سیر وسیاحت کرتا ہے۔ اگر حدیث طیر خضر کا وہ مطلب لیا جائے جو مماتی مناظر نے بیان کیا ہے تو یہ حدیث قرآن مجید کی تفسیر نہیں بنے گی بلکہ ایسے مطلب سے قرآن مجید کی مذکورہ آیت کی تکذیب لازم آئے گی کہ قرآن کہتا ہے کہ شہیدوں کے جسد زندہ ہوتے ہیں اور مماتی کا مطلب کہتا ہے کہ جسد زندہ نہیں ہوتے بلکہ روحیں زندہ ہوتی ہیں تو ایسا مطلب قرآن کی تفسیر نہیں بلکہ تکذیب ہے۔

مماتی مناظر موضوع سے نکل گیا

ہر دو مناظرین کے مابین موضوع مناظرہ حیات قبر تھا۔ اہل السنۃ کا مناظر کہتا تھا کہ حضور ﷺ اپنی زمینی قبر شریف میں زندہ ہیں اور مماتی مناظر کہتا تھا کہ آپ ﷺ اس زمین والی قبر میں زندہ نہیں ہیں۔ لیکن مماتی مناظر موضوع مناظرہ چھوڑ کر حیات قبر کی کیفیت کے بارہ میں سوال کرنے لگا کہ قبر میں جو حیات ہے وہ کس طرح ہے۔ یعنی روح جسد میں داخل ہے یا روح تو اپنے مقام میں ہے۔ لیکن اس کا جسد کے ساتھ تعلق ہے۔ یقیناً اس قسم کا سوال کرنا اصل موضوع سے بھاگنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ موضوع سخن ہے۔ نفس حیات یعنی قبر میں زندگی ہے یا نہیں۔ لیکن مماتی مناظر سوال کرتا ہے کیفیت حیات سے۔ بہرحال مماتی کے اس خروج کو واضح کرنے کے بعد گزارش یہ ہے کہ اصل عقیدہ حیات قبر بتعلق روح ہے جو شخص حضور ﷺ کو قبر شریف میں بتعلق روح زندہ مانتا ہے اس کا یہ عقیدہ صحیح ہے وہ سنی مسلمان ہے اور نجات کے لئے اتنا عقیدہ کافی ہے۔ باقی رہیں تعلق کی کیفیات کہ یہ تعلق کیسا ہے دخول کا ہے اشراق کا ہے یا اتصال وغیرہ کا۔ بہرحال یہ تو علماء کی تحقیقات ہیں۔ اہل علم جانیں اور ان کا

کام۔اس میں اہل علم کو اختلاف کی گنجائش ہے۔لیکن جہاں تک تعلق ہے نفس عقیدہ کا کہ آپ ﷺ کو قبر شریف میں بتعلق روح حیات حاصل ہے۔اس پر سب کا اتفاق ہے اور ایسی قدر مشترک پر حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے فیصلہ فرمایا تھا اور ہم جیسے لوگوں کو کیفیات میں پڑنے سے منع کر دیا تھا۔لہٰذا جو بات زائد از عقیدہ ہے۔اس کے بارے میں سوال کرنا خود غلط ہے۔

مماتی مناظر کی کج فہمی

مماتی مناظر سمجھتا ہے کہ جب قبر میں زندہ ہیں تو قیامت کے دن زندہ ہو کر قبر سے اٹھنے کا کیا مطلب؟ حالانکہ اس بے چارے کو پتہ نہیں کہ عالم قبر کی حیات نوع من الحیات ہے اور یہ زندگی مستقل نہیں ہے۔جیسا کہ دنیا کی زندگی اور قیامت کے دن کی زندگی مستقل زندگیاں ہیں اور ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف آنے کو بھی قرآن وحدیث میں حیات کہا گیا:"والذی نفسی بیدہ لوددت ان اقتل فی سبیل اللہ ثم احییٰ ثم اقتل ثم احییٰ ثم اقتل ثم احییٰ ثم اقتل" یعنی مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔البتہ میں چاہتا ہوں کہ میں اللہ کے راستہ میں قتل کر دیا جاؤں۔پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر قتل کیا جاؤں۔اللہ کے نبی ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اللہ کے راستہ میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔حالانکہ مقتول فی سبیل اللہ بنص قرآن زندہ ہوتا ہے۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ بے شک مقتول شہادت کے بعد زندہ ہے۔لیکن جس زندگی کی طرف وہ واپس آنا چاہتا ہے وہ اور زندگی ہے۔لہٰذا ثابت ہو گیا ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف آنا بھی حیات ہے اور یہی تمنا تمام شہدائے کرام اللہ تعالیٰ سے کریں گے کہ اے اللہ! ہمیں زندہ کر کے دوبارہ دنیا میں بھیج دے تاکہ پھر تیرے راستے میں جان کا نذرانہ پیش کریں۔حالانکہ وہ تو یقیناً زندہ ہیں۔پس ثابت ہوا ایک زندگی سے دوسری زندگی کی طرف آنا بھی حیات ہے۔لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اتنی سی بات بھی مماتیوں کی فہم سے بالاتر ہے۔اس لئے تو اعتراض کرتے ہیں کہ زندہ کے زندہ ہونے کا کیا مطلب؟ کاش کہ یہ لوگ نیند سے بیدار ہونے کی دعاء میں غور کر لیتے۔"الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا" تو ان لوگوں کو یہ مسئلہ سمجھ میں آجاتا۔نامعلوم اتنی کم فہمی کے باوجود یہ لوگ کیسے شیخ القرآن وشیخ الحدیث بن جاتے ہیں۔

مماتی مناظر کی طرف سے پیش کی جانے والی آیات سے ان کا عقیدہ ثابت نہیں ہوتا

مماتی مناظر نے اپنے عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے سب سے پہلے قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی۔"ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون" ماشاء اللہ! قرآن مجید کی یہ آیت شہداء کی حیات جسمانی کے لئے نص قطعی ہے کہ جب شہید زندہ ہیں تو انبیاء بطریق اولیٰ زندہ ہیں تو یہ آیت اہل السنۃ کے عقیدہ کی بنیاد ہے اور مماتیوں کے عقیدہ کی بالکل نفی کرتی ہے۔نامعلوم مماتی مناظر نے کیسے یہ آیت پیش کر دی؟ مماتی مناظر نے دوسری آیت یہ پیش کی ہے:"والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون، اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون" یہ آیت مماتیوں کی ہرگز ہرگز دلیل نہیں ہے۔

اس آیت میں تو قبر کا لفظ بھی نہیں ہے حیات قبر کی نفی کیسے ہوگی؟ اس آیت کا خلاصہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سواء جن کی پوجا کی جاتی ہے وہ سب اموات ہیں۔ یعنی موت کے لئے محل وقوع ہیں یعنی سب نے مرنا ہے اور اللہ کی ذات ایسی ہے اس کے لئے موت نہیں۔ اگر مماتی لوگ اس آیت سے قبر کی زندگی کی نفی کرتے ہیں تو اس آیت سے برزخ، جنت، علیین، سجین کی حیات کی بھی نفی ہو جائے گی۔ جب اموات ہیں تو کہیں بھی زندہ نہیں خواہ قبر میں ہوں یا غیر قبر میں جہاں بھی ہوں گے اموات ہوں گے۔ پھر اس آیت کی ارواح بھی اموات ٹھہریں گی۔ جب روحیں مریں گی تو جنت کے طوطے اور چڑیاں بھی مریں گی جس پر مماتیوں کے عقیدہ کی عمارت کھڑی ہے۔ جب من دون اللہ سب اموات ہیں۔ خواہ اجسام ہوں یا ارواح تو عالم قبر و عالم برزخ کی زندگی کہاں باقی رہے گی؟ مماتی مناظر نے ایسی آیت پڑھی ہے جس سے اجسام کی موت کے ساتھ ساتھ ارواح کی موت بھی لازم آتی ہے۔

مماتی مناظر نے اپنے عقیدہ کے اثبات میں قرآن مجید کی یہ آیت بھی پڑھی ہے: ''والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً'' حالانکہ یہ آیت بھی مماتیوں کو قطعاً مفید نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے لئے تینوں حالتوں میں سلامتی ثابت کر رہے ہیں۔ ایک حالت دنیا، ایک حالت قبر و برزخ، ایک حالت قیامت و آخرت ہے تو یہ آیت حیات قبر کی دلیل ہے۔ اگر اللہ کا نبی قبر میں بالکل مردہ رہے گا اور اس میں کسی قسم کی حیات نہ ہوگی تو سلامتی کا کیا مطلب؟ جب اللہ کے نبی کو قبر میں اتنا ادراک بھی نہیں ہوگا کہ میں سلامتی میں ہوں تو اس سلامتی کا کیا فائدہ؟ یہ آیت تو اہل السنۃ کے عقیدہ کی دلیل ہے کہ مرنے کے بعد ہر مردہ کو اتنا ادراک وشعور حاصل ہوتا ہے کہ میں رنج میں ہوں یا راحت میں، پس یہ آیت حیات قبر کی دلیل ہے کہ مرنے کے بعد ہر مردہ کو حیات حاصل ہوتی ہے اور اس حیات کا مردہ انسان کو شعور ادراک حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ اللہ کے نبی نے یہ سلامتی اپنی ذات یعنی روح وجسد کے مجموعہ کے لئے ثابت فرمائی ہے۔ لہٰذا دونوں کے لئے سلامتی ثابت ہے جس کی صحیح صورت یہ ہے کہ روح اور جسد کا آپس میں تعلق ہوتا ہے جس کی وجہ سے دونوں سلامتی محسوس کرتے ہیں۔ پس یہ آیت اہل السنۃ کے عقیدہ کی دلیل ہے۔ آیت کے الفاظ میں ذرا غور کیجئے ''ولدت'' کے اندر روح اور جسد کا مجموعہ مراد ہے۔ اسی طرح ''اموت'' میں بھی روح اور جسد کا مجموعہ مراد ہے۔ اسی طرح ''ابعث حیا'' میں بھی روح اور جسد کا مجموعہ مراد ہے۔ پس اللہ کا نبی اپنی ذات کے لئے سلامتی ثابت کر رہا ہے۔ یعنی دنیا میں روح اور جسد دونوں کے لئے سلامتی اور مرنے کے بعد روح اور جسد دونوں کے لئے سلامتی اور قیامت کے دن بھی روح اور جسد دونوں کے لئے سلامتی۔ اللہ کا نبی روح اور جسد دونوں کے لئے سلامتی ثابت کرتا ہے اور مماتی جسد کی سلامتی کا انکار کرتا ہے۔ نیز غور فرمائیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: ''یوم اموت'' یعنی جس دن میں وفات پاؤں اللہ کے نبی کے منہ مبارک سے یہ الفاظ اس وقت نکلے جب ان کی روح ان کے جسد میں موجود تھی۔ یعنی روح اور جسد کا مجموعہ بولا۔ اگر مماتی لوگ اس جملہ سے موت ثابت کرتے ہیں تو مجموعہ کی موت ثابت ہوگی۔ روح کی بھی اور جسد کی بھی۔ چنانچہ ان کے اس مطلب سے عیسیٰ علیہ السلام کے روح اور جسد دونوں کی موت ثابت ہوگی۔ حالانکہ یہ بات ان کے عقیدہ کے خلاف ہے۔

اطلاع میت سے ہر قسم کی موت ثابت ہوتی ہے؟

مماتی ٹولہ سمجھتا ہے کہ میت کے اطلاق سے ہر قسم کی حیات کی نفی ہو جاتی ہے۔ حالانکہ یہ ان لوگوں کی کج فہمی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں حضور اکرم ﷺ کو کہا گیا: "انك ميت وانهم ميتون" جب کہ نزول آیت کے وقت حضور اکرم ﷺ زندہ موجود تھے۔ معلوم ہوا میت کا اطلاق ہر قسم کی حیات کی نفی نہیں کرتا۔ خصوصاً حیات برزخی کی اس سے بالکل نفی نہیں ہوتی۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ نے "ولا تقولوا لمن يقتل" میں شہدائے کرام کی "یقتل" کہہ کر ان کی موت کو تسلیم کیا ہے اور ساتھ ساتھ ان کی حیات کو بھی ثابت کر دیا ہے۔

مماتی مناظر نے قرآن مجید کی یہ آیت بھی پیش کی ہے: "والذی یمیتنی ثم یحیین" تفصیل سے بات گزر چکی ہے کہ موت اور میت کے اطلاق سے قطعاً حیات برزخی یعنی عالم قبر کی حیات کی نفی نہیں ہوتی۔ مماتی مناظر نے قرآن مجید کی درج ذیل آیت بھی پیش کی ہے۔ "الله يتوفى الانفس حين موتها والتي لم تمت في منامها" حقیقت یہ ہے کہ آیات سابقہ کی طرح اس آیت کو بھی مماتیوں کے عقیدہ سے کوئی تعلق نہ ہے اور نہ ہی اس آیت سے قبر و برزخ کی حیات کی نفی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ موت اور نیند کے وقت پورے انسان یعنی روح اور جسد کے مجموعہ کو اپنے قبضہ میں لے لیتا ہے۔ یعنی ایک عالم سے دوسرے عالم کی طرف لے جاتا ہے۔ البتہ نیند والے انسان کو اللہ تعالیٰ دنیا میں دوبارہ بھیج دیتا ہے اور موت والے کو عالم قبر و برزخ سے دنیا میں دوبارہ نہیں بھیجتا بلکہ اس کو اسی عالم میں بند کر لیتا ہے۔ البتہ خرق عادت کے طور پر کسی مردہ کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھیج دے تو یہ الگ بات ہے اور یہ آیت مذکورہ کا مطلب دوسرے آیات قرآنیہ سے ثابت ہے۔ مثلاً "وحرم على قرية اهلكنها انهم لا يرجعون" اور "قال رب ارجعون" وغیرہ وغیرہ تو معلوم ہوا کہ موت پا جانے والا انسان دوبارہ دنیا میں نہیں آتا۔ اس آیت کو عقیدہ حیات قبر سے کوئی تعلق نہ ہے۔ اگر مماتی برادری بضد ہے کہ "يمسك التي قضى عليها الموت" سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ روح کو بند کر دیتا ہے جسم کی طرف نہیں آنے دیتا تو یہ بات قطعاً ہمارے عقیدہ کے خلاف نہیں ہے کہ ایسا اعادہ روح نہیں ہوتا کہ آدمی دوبارہ دنیا میں واپس آ جائے۔ جہاں تک تعلق ہے اعادہ روح الی القبر، کا تو یہ آیت اس کی نفی نہیں کرتی۔ کیونکہ مرنے والا اس اعادہ کے باوجود عالم قبر و برزخ ہی میں رہتا ہے۔ لیکن یہ مطلب اگر درست ہے تو اس سے مماتیوں کے عقیدہ کی بیخ کنی ہو جاتی ہے۔ کیونکہ آیت کا مطلب تب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بند کر لیتا ہے۔ اس کو جس پر موت کا فیصلہ ہوا، ظاہر ہے جب روح بند ہو گئی تو موت کا فیصلہ بھی روح پر ہوگا۔ جب روح مر جائے گی تو مماتیوں کا عقیدہ بھی اپنی موت خود مر جائے گا۔ نہ رہے گی روح اور نہ رہیں گی جنت کی چڑیاں اور طوطے۔ فقط املاء: ابواحمد نور محمد قادری تونسوی

خادم جامعہ عثمانیہ رنڈہ محمد پناہ

۳ر محرم الحرام ۱۴۳۲ھ بمطابق ۱۰ر دسمبر ۲۰۱۰ء

پیش لفظ

مناظرہ ھتھیجی کا پس منظر

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد!

راقم اثیم جمیل الرحمن عباسی غفرلہ قارئین کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ:

پہلا مرحلہ: یہ آج سے پورے نوسال پہلے ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۲ء کی بات ہے۔ میں ان دنوں دارالعلوم مدنیہ بہاول پور میں دورہ حدیث شریف کی کلاس میں زیر تعلیم تھا۔ عیدالاضحیٰ کی چھٹیاں گزارنے اپنے علاقہ ''ھتھیجی'' گیا ہوا تھا۔ ایک مرتبہ منکرین حیات الانبیاء (جو عموماً مماتی، پنج پیری، گجراتی اور توحیدی وغیرہ کے نام سے پہچانے جاتے ہیں اور ہمارے علاقوں میں چتر وڑ گڑھی نام سے ان کی شناخت ہوتی ہے) کی ''ھتھیجی'' کی مرکزی مسجد کے پاس سے میں گزر رہا تھا کہ کسی ساتھی نے کہا: ''یہاں ایک نئے مولانا صاحب آئے ہوئے ہیں، درجہ کتب میں مدرس ہیں اور ہر روز مناظروں کے چیلنج کرتے رہتے ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان سے ملاقات کرلیں۔'' میں نے کہا ملاقات میں کوئی حرج نہیں۔ چنانچہ قاری عبدالکریم صاحب (مماتی) کی مسجد میں اپنے دو تین ساتھیوں اور چھوٹے بھائی حافظ مختار احمد کے ساتھ چلا گیا۔ وہاں مولانا نصراللہ صاحب اپنے چند شاگردوں کے ساتھ کمرہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ قاری عبداللہ بن قاری عبدالکریم اور مولوی عبدالغفور مماتی وغیرہ بھی آگئے اور بات چیت شروع ہوئی تو مولانا نصراللہ صاحب بہت تیز طبع واقع ہوئے۔ چند منٹوں میں ہی بات کو مناظرہ تک لے گئے۔ مولوی عبدالغفور مماتی ہمارے متعلق کہنے لگا۔ یہ لوگ کبھی بھی مناظرہ پر نہیں آئیں گے۔ اگر مناظرہ پر آگئے تو جتنا مرضی آئے مجھ سے مٹھائی کھالینا۔ میں نے فلاں کو چیلنج کیا، فلاں کو چیلنج کیا مگر کوئی بھی نہیں آیا۔ میں اس سفید ریش مولوی صاحب کی تعلیاں اور غلط بیانیاں سنتا رہا۔ مگر وہ تھے کہ چپ ہی نہیں ہو رہے تھے۔ آخر میں میں نے اتنا کہہ دیا کہ وقت بتائے گا کون مناظرہ سے فرار ہوتا ہے اور کون میدان میں ٹھہرتا ہے۔

الغرض! مولوی نصراللہ صاحب سے مناظرہ کا عنوان، شرائط، منصفین اور وقت کا تعین کرلیا گیا۔ مناظرہ کا موضوع حیات الانبیاء ٹھہرا۔ انہوں نے اس بارے میں یہ عقیدہ لکھا کہ: ''وہ انبیاء علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔'' اور شرائط میں یہ بات طے پائی کہ دلائل میں صرف قرآن مجید اور حدیث متواتر اور حدیث مشہور پیش کئے جائیں گے۔ منصفین میں مولانا غلام مصطفیٰ عباسی صاحب اور مولانا اکمل صاحب کا نام طے ہوگیا۔ جائے مناظرہ کی مسجد ''ھتھیجی'' (جہاں مولانا رحیم بخش صاحب حیاتی جمعہ پڑھاتے ہیں) قرار پائی اور تاریخ کے طور پر صفر ۱۴۲۳ھ کی پہلی جمعرات کا تعین ہوا اور شرکاء کی تعداد کی کوئی قید نہیں تھی۔ عمومی مناظرہ کا فیصلہ ہوگیا تھا۔ اس تحریر پر فریقین کے دستخط ہوگئے۔

اس وقت تک اس موضوع پر میرا مطالعہ بالکل نہیں تھا۔ مگر پختہ یقین تھا کہ ہمارے اکابر نے جو نظریہ اور عقیدہ اپنایا ہے اس کی پشت پر دلائل کا بہت بڑا ذخیرہ ہوگا۔ چنانچہ میں نے جس وقت اس موضوع پر مشتمل کتب کا مطالعہ شروع کیا تو معاملہ میری توقع سے بہت زیادہ حوصلہ افزاء تھا۔ اللہ تعالیٰ علماء اہل السنۃ علماء دیوبند کو بہت بہت

جزائے خیر عطاء فرمائیں، جنہوں نے اپنا آرام قربان کر کے اہل السنۃ کے نظریات کا تحفظ کیا۔ ان کے عقائد کو دلائل سے مبرہن کیا۔ مخالفین کے اعتراض کا اس انداز سے قلع قمع کیا کہ اب اہل السنۃ کے عقائد و نظریات پر کسی طرف کا حملہ بھی پہاڑ سے ٹکرانے کے مترادف ہوتا ہے۔ دین دشمن قوتوں کے ان گنت سازشی انداز اور شیطان کے لاتعداد روپ ہوا میں تحلیل ہو گئے یا خاک کے ذروں میں مستور ہو گئے۔ مگر اہل السنۃ کے نظریات آج چودہ صدیاں بیت جانے کے بعد بھی اپنی اصلی شکل و صورت میں موجود ہیں۔

اہل السنۃ کے نظریات بدلنے کے لئے نہ جانے کتنے طوفان اٹھے اور تھم گئے۔ کتنے پہاڑ کھڑے ہوئے اور دب گئے۔ سازشوں کے کتنے جال بنے گئے اور ادھڑ گئے۔ کرب و اضطراب کے کتنے زلزلے برپا ہوئے اور بے بس ہو گئے۔ مکر و فریب کے کتنے پہلوان میدان میں اترے اور پھر دفن ہو گئے۔ زبان و قلم کی کتنی چوٹیاں ابھریں اور زمین دوز ہو گئیں۔ فتنوں کے کتنے انگارے بھڑکے اور خاکستر ہو گئے۔ گمراہیوں کے کتنے ریلے اٹھے اور پلٹ گئے۔ مگر اہل السنۃ کے عقائد کی چٹانوں میں دراڑ تک نہ آسکی۔ چنانچہ اہل السنۃ کے نظریہ حیات کے متعلق ہزاروں صفحات میری نظروں سے گزر گئے مگر کیا مجال کہ کوئی ایک سطر بھی ایسی سامنے آئی ہو جو چودہ سو سال کے عرصہ میں کسی سنی عالم کی لکھی ہوئی ہو اور وہ عقیدہ حیات کے مخالف ہو۔ امام اہل السنۃ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ نے کیا ہی خوب لکھا ہے کہ: ”بلا خوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً ۱۳۷۴ھ تک اہل السنۃ والجماعۃ کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطہ میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت ﷺ اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ کسی اسلامی کتاب میں، عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث و تفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی، علم کلام کی ہو یا علم تصوف و سلوک کی۔ سیرت کی ہو یا تاریخ کی۔ کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ ﷺ کی روح مبارک کا جسم اطہر سے کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ من ادعی خلافه فعلیه البیان ولا یمکنه ان شاء الله تعالیٰ الیٰ یوم البعث والجزاء والمیزان“ (تسکین الصدور ص ۲۹۰)

مناظرہ کی تحریر مکمل ہو گئی۔ میں حضرت اقدس مولانا منیر احمد منور صاحب مدظلہ کی رہنمائی کے مطابق تیاری میں لگ گیا۔ استاد محترم حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمن مدظلہ (مہتمم جامعہ دار العلوم مدنیہ بہاول پور) نے جامعہ مدنیہ بہاول پور کے کتب خانہ کی چابی میرے حوالے کر دی۔ مغرب سے عشاء تک میری چھٹی منظور کر لی۔ سہ ماہی امتحان سے مجھے مستثنیٰ قرار دے دیا۔ ضرورت کی ہر کتاب مہیا کر دی اور ہر طرح کی سہولیات فراہم کر دیں۔ ”فجزاہ اللہ خیراً احسن الجزاء“ اور حقیقت یہ ہے کہ اس مناظرہ کی کامیابی بڑی حد تک حضرت مفتی صاحب مدظلہ کی مرہون منت ہے۔

<u>دوسرا مرحلہ</u>: اسی دوران جب میں مناظرہ کی تیاری میں مصروف تھا، ایک مرتبہ مجھے اپنے گھر جانا پڑا۔ میں اپنے عزیز ڈاکٹر محمد ہاشم عباسی کے میڈیکل ہال میں بیٹھا تھا کہ مماتیوں کی طرف پیغام آیا کہ مناظرہ منسوخ ہے۔ یہ مناظرہ نہیں ہوگا۔ سالانہ تعطیلات میں شعبان میں ہوگا۔ میں نے سوچا کہیں یہ دھوکہ نہ ہو کہ میں مناظرہ کی تیاری موقوف کر دوں اور یہ تحریر کو بنیاد بنا کر مقررہ تاریخ پر کوئی طوفان کھڑا کر دیں۔ اس لئے میں نے جواب میں کہا، مناظرہ کی تحریر ہمارے پاس محفوظ ہے۔ تم یک طرفہ مناظرہ کی منسوخی کا یا اس کے ملتوی کرنے کا اعلان کیونکر کر سکتے

ہو؟ ہم مقررہ تاریخ پر پہنچیں گے تمہاری مرضی مقابلہ پر آؤ یا نہ آؤ۔ پھر اسی وقت میں اور مولانا عبدالرحمن صابر صاحب (حال مدرس جامعہ عثمانیہ ھتھیجی) مولوی نصر اللہ صاحب کی بستی میں چلے گئے۔ وہاں قاری عبداللہ (بن قاری عبدالکریم سرپرست جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ ھتھیجی) اور مولوی ضیاء اللہ سے ملاقات ہوئی۔ قاری عبداللہ نے کہا مناظرہ ہم نہیں کریں گے۔ میں نے کہا ہم پہنچیں گے۔ قاری عبداللہ نے دھمکی آمیز لہجہ میں کہا: ''اگر آپ آئے تو ڈنڈے بھی تیار ہوں گے۔'' میں اتنی بات کہہ کر واپس آ گیا کہ: ''ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں۔''

کہاں وہ تعلیاں کہ ہمارے مقابلہ میں کوئی نہیں آتا اور کہاں یہ عبرتناک مرحلہ کہ مناظرہ سے فرار ہونے کے ان گنت جتن اور بہانے تلاش کئے جا رہے ہیں۔ ''فاعتبروا یا اولی الابصار'' جب انہوں نے دیکھا کہ مناظرہ سے کسی صورت بھی فرار ممکن نہیں تو اس پر اصرار شروع کر دیا کہ شرائط نئے سرے سے طے کی جائیں۔ میں نے ان کی اس بے تکی فرمائش ماننے پر آمادگی ظاہر کر دی اور ان کے مدرسہ میں ہی برادرم حافظ محمد عاشق عباسی وغیرہ کے ساتھ پہنچ گیا۔ اسی موقع پر انہوں نے زور دیا کہ حدیث کے ساتھ متواتر کی قید ختم کر دیں بلکہ یہ لکھیں کہ کوئی بھی صحیح حدیث پیش کی جاسکتی ہے۔ اسی طرح اجماع سے بھی دلیل دی جائے گی اور اصحاب رسول اور بزرگوں کے اقوال بھی پیش کئے جاسکیں گے۔ انہوں نے یہ بھی ضد کی کہ منصفین تبدیل کئے جائیں۔ مناظرہ کی جگہ تبدیل کی جائے اور مناظرہ بھی عمومی نہ ہو بلکہ طرفین کے صرف پانچ پانچ افراد شریک ہوں۔ باقی شرائط پر تو اتفاق ہو گیا مگر مقام مناظرہ کی تبدیلی اور بند کمرہ میں مناظرہ کرنے کی شرطیں میں نے مسترد کر دیں۔ اس پر انہوں نے اس خدشہ کا اظہار کیا کہ عمومی مناظرہ میں فساد کا خطرہ ہے۔ ہم نے کہا کہ ہم مخصوص افراد مسجد کے ہال میں بیٹھ جائیں گے اور اندر سے مسجد بند کر دیں گے اور عوام باہر برآمدے اور صحن میں بیٹھ کر مناظرہ کی کارروائی سنیں گے۔ بات طے ہو گئی اور پھر یہ دوسری مجلس بھی برخواست ہو گئی۔

مماتیوں کی ان پے در پے شکستوں کا آپ مشاہدہ کر رہے ہیں۔ مناظرہ کا وقت ابھی دور ہے۔ مگر یہ لوگ مسلسل شکست سے دوچار ہو چکے ہیں۔ مناظرہ کا چیلنج کرنا اور مناظرہ سے فرار کی تگ ودو کرنا بجائے خود شکست ہے۔ شرائط تبدیل کرانا الگ شکست ہے۔ شرائط طے کرنے کے لئے ہماری کسی مسجد میں آنے سے گریز کرنا اور ہر دفعہ اپنی ہی مسجد میں بلانا بھی شکست ہے۔ حدیث کے ساتھ متواتر کی قید ختم کرانا بھی شکست کی علامت ہے۔ قوم کے روبرو مقابلہ کرنے سے بھاگنا اور بند کمرہ میں چند مخصوص افراد کے سامنے مناظرہ کرنے پر زور دینا بھی شکست تسلیم کرنے کے مترادف ہے اور پھر ایک مدرس کا ایک طالب علم کے مقابلہ میں نکلنے کے بجائے لڑکھڑانا اور لگاتار قلابازیاں کھانا بھی بہت بڑی شکست ہے۔

بہرحال مناظرہ نہ ٹل سکتا تھا نہ ٹلا۔ قاری عبدالکریم صاحب (سرپرست جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ ھتھیجی) پریشان ہو گئے۔ کبھی سات ماہ اس مناظرہ کو موخر کرنے کی کوشش کرتے اور کبھی حالات کی نزاکت کا رونا روتے۔ ان کے پاس سب سے بڑا بہانہ پولیس کی آمد کا تھا۔ حاجی محمد اسماعیل کنھوں اور ملک نذیر ارائیں نے پولیس کے حوالہ سے تمام انتظامات اپنے ذمہ لے کر ان کا یہ عذر بھی ختم کر دیا۔ پھر مماتیوں کے سر پر لڑائی جھگڑے کے خطرات منڈلانے لگے تو فریقین نے اپنے اپنے ہم مسلکوں کی طرف سے امن کی ذمہ داری دے دی۔ اب مجھے یقین ہو گیا کہ مناظرہ پوری قوم کے سامنے ہوگا اور ہدایت گمراہی کے راستوں کے نظارے عوام اپنی آنکھوں سے کریں گے۔ مگر اصل مناظرہ سے پیشتر مماتیوں کا اور بھی متعدد ذلتوں اور ناکامیوں میں گھرنا، قدرت کو منظور تھا۔

"وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدك الخیر"

تیسرا مرحلہ: مناظرہ سے چند روز قبل "ھتھیجی" سے ملک نذیر احمد ارائیں (نگران مناظرہ) کا فون موصول ہوا کہ آپ جلدی "ھتھیجی" پہنچیں۔ چند امور طے کرنے ہیں۔ میں "ھتھیجی" پہنچا تو معلوم ہوا کہ فریقین کے اہم حضرات کی مشاورت طے ہے۔ جگہ کا پوچھا کہ کہاں مشورہ ہوگا تو پھر وہی مماتیوں کی مسجد ہی مجلس مشاورت ٹھہری۔ وہاں پر پھر مماتیوں کی طرف سے اصرار بڑھا کہ مناظرہ ایک چوبارا میں ہو اور فریقین کے زیادہ سے زیادہ دس افراد شریک ہوں۔ ہم نے بڑی مشکل سے پندرہ پندرہ افراد کی منظوری لی۔ پہلے مناظرہ کا وقت صبح نو بجے طے تھا، اس مجلس مشورہ میں مناظرہ کا وقت ظہر کے بعد مقرر ہوا۔ میں اس حق میں نہیں تھا۔ تاہم مجبوراً یہ شرط بھی ماننا پڑی اور مناظرہ اپنی آخری شکل پا گیا۔

حاجی محمد اسماعیل کنبھوں اور ملک نذیر احمد ارائیں نے حکومتی، قانونی اور امن کی ذمہ داری اپنے سر لے لی اور فریقین کی طرف سے نگران مناظرہ قرار پائے۔ جب یہ تمام امور طے پا گئے تو میں بہاول پور آ گیا۔ بدھ شام کے وقت حضرت اقدس مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ، حضرت اقدس مولانا منیر احمد منور مدظلہ اور حضرت اقدس مفتی امداد اللہ انور صاحب مدظلہ وغیرہ حضرات دارالعلوم مدنیہ بہاول پور تشریف لائے۔ میری تیاری کا جائزہ لیا اور اطمینان کا اظہار کیا۔ مفید مشوروں اور دعاؤں سے بھی نوازا۔ صبح ناشتہ کے بعد استاذ محترم حضرت مولانا مفتی عطاء الرحمن صاحب مدظلہ نے گاڑی کا انتظام فرمایا اور دعاؤں کے ساتھ تمام حضرات کو رخصت کیا۔ دوپہر کے وقت ہم "ھتھیجی" پہنچ گئے۔ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد ہم جائے مناظرہ پر پہنچے۔ جب ہم چوبارا پر چڑھ رہے تھے تو عین اس موقع پر مماتیوں کے ایک سرکردہ فرد کی ذلت مقدر تھی۔ ہوا یوں کہ جب فریقین کے حضرات چوبارا پر چڑھ رہے تھے تو مولانا محمد صاحب بن قاری مشتاق احمد (ھتھیجی) نے قاری عبداللہ بن قاری عبدالکریم مماتی سے کہا کہ مناظرہ کھلی جگہ کیوں نہیں رکھا؟ قاری عبداللہ نے کہا: "ہم تو تیار ہیں مولوی جمیل نہیں مانتا۔" اتنے میں میں بھی وہاں پہنچ گیا۔ مولوی محمد صاحب نے میرے اور قاری عبداللہ کے روبرو یہ بات رکھی تو میں نے فوراً کہہ دیا کہ میں تو اب بھی کسی کھلی جگہ مناظرہ کے لئے تیار ہوں۔ کہنے لگا نہیں۔ مناظرہ اوپر ہوگا۔ میں نے کہا پھر آپ نے میرے متعلق یہ کیوں کہا کہ وہ تیار نہیں؟ کہنے لگا میں نے نہیں کہا۔ یہ جھوٹ بولتے وقت قاری عبداللہ کی کیا کیفیت تھی؟ وہ مولوی محمد سے جا کر پوچھے۔ بہرحال فریقین کی طرف سے نامزد افراد مناظرہ کی جگہ تک پہنچ چکے ہیں۔ ہماری طرف سے مفتی محمد انور اوکاڑوی (استاذ حدیث جامعہ خیر المدارس ملتان) مولانا منیر احمد منور (استاد حدیث جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑ پکا) مفتی امداد اللہ انور، مولانا رحیم بخش، قاری منظور احمد مدنی، مولانا عبدالواحد گلشن، مفتی محمد یوسف الحسینی، مولانا محمد اللہ دتہ وغیرہ تھے۔ جب کہ فریق ثانی کی طرف سے مفتی عبدالرحیم نظامی (آف ڈیرہ غازیخان)، مفتی محمد جاجروی (شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ حمادیہ بدر العلوم رحیم یار خان)، مولانا ارائیں بطور نگران مناظرہ موجود تھے۔ الغرض چوبارا پر چالیس کے قریب افراد موجود ہیں۔ نیچے روڈ پر عوام کا ازدحام ہے۔ بڑی تعداد میں لوگ اس معرکہ کے نتیجہ کے منتظر ہیں۔ اب مناظرہ شروع ہوا چاہتا ہے مگر قارئین کو تھوڑی سی مزید زحمت دینا ایک مجبوری ہے۔ ذیل کی چند سطور مزید ملاحظہ فرمایئے پھر آپ کو ہم میدان مناظرہ میں لے چلتے ہیں۔ ان شاء اللہ! آپ اپنے آپ کو میدان مناظرہ میں ہی محسوس کریں گے۔

بہاول پور شہر سے شمال مغرب کی جانب قریباً ساٹھ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع قصبہ ''ھتھیجی'' کے باشندگان کی اکثریت اہل السنۃ والجماعۃ دیوبندی مسلک سے وابستہ ہے۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، محدث جلیل حضرت مولانا عبداللہ درخواستی، حضرت مولانا دوست محمد قریشی، حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری، حضرت مولانا پیر محمد علی شاہ صاحب، حضرت مولانا قائم دین عباسی صاحب، حضرت مولانا میاں نور محمد صاحب، حضرت مولانا کریم بخش صاحب، حضرت مولانا عبدالستار تونسوی، حضرت مولانا حق نواز جھنگوی شہید، حضرت مولانا عبدالشکور دین پوری، حضرت مولانا عبدالعزیز شجاع آبادی، حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی اور دیگر متبحر علماء، نامور مناظرین، یگانہ روزگار خطباء اور مسند طریقت کے صدر نشین اولیاء اس دھرتی کو بارہا قدم بوسی کا شرف بخشتے رہے اور کثرت سے یہاں وارد ہوتے رہے۔ توحید کے متوالے اور سنت کے متبع ان علماء و بزرگان کی مجالس اور تعلق نے اس قصبہ اور گردونواح کے باسیوں کو شرک و بدعت سے متنفر اور توحید و سنت سے گہرا تعلق اور غیر متزلزل لگاؤ، نصیب فرمادیا۔ ۱۹۵۸ء میں علامہ عنایت اللہ شاہ گجراتی نے انکار حیات النبی کے گمراہ کن عقیدہ کی بحیثیت فرقہ داغ بیل ڈالی تو بدنام زمانہ اور بے لگام خطیب مولوی احمد سعید چتروڑگڑھی ان کا ترجمان اور ذریعہ ابلاغ بن گیا۔ مولوی احمد سعید کی آمد و رفت کا سلسلہ پہلے ہی جاری تھا۔ چنانچہ چتروڑگڑھی جب اکابر علماء اہل السنۃ پر کیچڑ اچھالنے لگا۔ اس کی ہر بونگ کی تان علماء دیوبند کی مخالفت پر ہی ٹوٹنے لگی۔ قائلین حیات الانبیاء پر برملا کفر و شرک کے فتوے اس کی ہر تقریر کا لازمی جزو بن گیا۔ معتزلی نظریات کی اشاعت پر اس کی پوری قوت صرف ہونے لگی تو کچھ وہ لوگ اس کے ہمنوا بن گئے جو اس کے سازوں کی رنگینی کے عاشق تھے۔ اس طرح ''ھتھیجی'' کے علاقہ میں انکار حیات النبی کی بنیاد پڑ گئی اور فتنہ کا ایک خطرناک دروازہ وا ہو گیا جسے اس نازک دور میں بہر صورت نہیں کھلنا چاہئے تھا۔

جس وقت تک احمد سعید چتروڑگڑھی اکابر علماء دیوبند کی توہین اور گستاخیوں پر مبنی تقریریں کرتا رہا، تب تک وہ سید عنایت اللہ شاہ گجراتی کا منظور نظر رہا۔ ان سے شاباش وصول کرتا رہا اور شاہ صاحب اسے اپنا جانشین باور کراتے رہے، مگر جونہی اس کی یادہ گوئی کا رخ شاہ صاحب کی نسل کی طرف مڑا تو اسے جماعت سے نکال دیا گیا اور اس کی روئیداد ''خس کم جہاں پاک'' نامی کتاب میں شائع کر دی گئی۔ جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ سے مولوی احمد سعید کا اخراج کیونکہ عقیدہ اور نظریہ کی بنیاد پر نہیں ہوا تھا بلکہ ذاتی مفادات، پندار کے تحفظ اور ہوس اقتدار پر مبنی تھا۔ اس لئے گجراتی گروپ اور چتروڑگڑھی گروہ کے مابین قربتیں تو بڑھی ہیں۔ فاصلے نہیں بڑھے اور اب چتروڑگڑھی نے ''قرآن مقدس اور بخاری محدث'' کتاب لکھ کر اپنی گمراہی اور الحاد کا تحریری ثبوت اور اکابر کی گستاخی کے عبرتناک انجام کا نظارہ پوری قوم کو کرا دیا ہے۔ پر دیدہ عبرت ہی نہ ہو تو عبرت کے لاکھوں سامان بے کار ہیں۔

الغرض منکرین حیات الانبیاء (اس وقت چاہے وہ گجراتی گروپ سے تعلق رکھتے ہیں یا چتروڑگڑھی گروہ سے دونوں) نے ہمیشہ نفرت کے بیج ہی بوئے ہیں۔ چنانچہ دیوبندی مسلک سے وابستگی کا دعویٰ کرنے والوں میں سے سب سے پہلے جس نے مسلک کی بنیاد پر ''ھتھیجی'' کے سنیوں میں تفرقہ پیدا کرنے کا جرم کیا وہ قاری عبدالکریم مماتی ہیں۔ ورنہ عیدین کی نماز اس فرقہ واریت سے پہلے ایک ہی امام کے پیچھے تمام دیوبندی ادا کرتے تھے اور پھر اس تفرقہ بازی کو اس حد تک ہوا دی گئی کہ نوبت مناظرہ تک جا پہنچی۔ ظاہر ہے کہ جب تمام دیوبندیوں پر شرک کے فتوے لگنے شروع ہو جائیں، چودہ سو سالہ محدثین و فقہاء پر کیچڑ اچھالی جانے لگے اور اپنے سوا تمام اہل

السنۃ کی توحید مشکوک قرار دی جانے لگے تو کون کب تک خاموش رہے؟

قارئین سوچتے ہوں گے کہ اس مناظرہ کو نو سال کے بعد شائع کرنے کی آخر کیا ضرورت پیش آ گئی ہے؟ بجا ہے، مگر اس کا آغاز بھی منکرین حیات کی طرف سے ہی ہوا ہے۔ چند دن پہلے برادر مکرم مولانا عبدالرحمن صابر صاحب نے فون پر بتایا کہ نو سال پہلے ہونے والا مناظرہ کتابی شکل میں مماتیت کی طرف سے شائع ہو گیا۔ میں حیران تھا کہ وہ لوگ مناظرہ کیسے شائع کر سکتے ہیں؟ جب کہ وہ اس مناظرہ میں عبرتناک شکست سے دوچار ہوئے تھے۔ میں نے کتاب کا نسخہ منگوالیا۔ جب مطالعہ کیا کتاب میں دیانت سر پیٹتی نظر آئی۔ مناظرہ میں ہر طرح کی قطع وبرید کے باوجود انہیں کا شائع کردہ مناظرہ انہی کی شکست کا اعلان کر رہا تھا۔ اس لئے انہوں نے طویل حاشیہ لگایا۔ حاشیہ کیا ہے؟ پوری ندائے حق اٹھا کر حاشیہ میں رکھ دی گئی ہے۔ مناظرہ کے دوران وہ قرآن وحدیث سے اپنے دعویٰ پر ایک دلیل بھی پیش نہ کر سکے اور نہ اس عقیدہ پر کوئی حوالہ پیش کر سکے اور ہم نے الحمدللہ! اپنا عقیدہ ناقابل تردید دلائل سے مدلل ردیا تھا اور وہ ہماری کسی بھی دلیل کا جواب دینے سے بے بس تھے اور ان کی یہ بے بسی قابل دیدار اور عبرتناک تھی۔ اس کا نظارہ تمام حاضرین کر رہے تھے۔ اس لئے طویل حاشیہ کے بغیر انہیں اپنی دال گلتی نظر نہ آئی۔ ان کا مطبوعہ مناظرہ ۱۲۴ صفحات پر مشتمل ہے اور حاشیہ اتنا زیادہ چڑھا ہوا ہے کہ صرف حاشیہ کو متن کے فونٹ پر رکھا جائے تو دوگنی کتاب بن جائے۔

جب میں نے یہ تمام صورتحال حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ اور مولانا منیر احمد منور مدظلہ کے سامنے رکھی تو انہوں نے حکم فرمایا کہ فوری طور پر اصل مناظرہ، پس منظر سمیت شائع کر دیا جائے تاکہ قوم کے سامنے مناظرہ کی صحیح صورتحال بھی واضح ہو جائے اور مماتیوں کے استاذ العلماء کی عبرتناک شکست بھی سامنے آ جائے اور خیانت وجھوٹ بھی ۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے ۔۔۔ نہ کھلتے راز سربستہ، نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

برادر مکرم! محمد اسحاق صاحب بہاول پوری نے اپنا کمپیوٹر اور پرنٹر مہیا کر دیا اور عزیزم احمد طاہر بہاول پوری سلمہ اللہ نے کمپوزنگ کے لئے اپنی تعطیلات کو قربان کر دیا اور یوں چند دنوں کی محنت سے مناظرہ "ھتھیجی" کی صحیح اور سچی داستان آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اے مولائے کریم! حضرت ﷺ کی حیات فی القبر کی برکت سے اس محنت کو اپنی بارگاہ عالیہ میں قبول فرما اور ہم گنہگاروں کی شفاعت کا اس کو ذریعہ بنا۔ آمین ویرحم اللہ عبدا قال آمینا!

منکرین حیات النبی کی طرف سے شائع ہونے والا مناظرہ ہمارے سامنے ہے۔ اس کا نام ہے: "حیات النبی ﷺ پر لاجواب مناظرہ" اس کتاب کو سامنے رکھ کر جب مناظرہ کی کیسٹیں سنیں تو جابجا دیانت کا منہ چڑایا گیا تھا۔ اب ہمارا شائع کردہ مناظرہ بھی آپ کی خدمت میں ہے۔ اب ہم دونوں کتابوں پر طائرانہ نظر ڈالتے ہیں۔

☆...... منکرین حیات کے شائع کردہ مناظرہ میں مناظرہ کے پس منظر کو یعنی جن حالات میں مناظرہ کا انعقاد ہوا تھا، اس کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ ہم نے مکمل پس منظر درج کر دیا ہے۔

☆...... ان کے کتابچہ میں صدر مناظر اور منصفین ومعاونین کی ابتدائی گفت وشنید اور بحث مباحثہ کو حذف کر دیا گیا ہے جب کہ ہم نے مکمل بحث کو کتاب کا حصہ بنا دیا۔

☆...... ان کے کتابچہ میں مناظرہ کے دوران جاری ہو جانے والی نوک جھوک بالکل اڑا دی گئی ہے۔ جب کہ ہم نے اسے بھی اپنی کتاب میں درج کر دیا ہے۔

☆...... ان کے کتابچہ میں جا بجا خیانتوں کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ میری تقریریں جگہ جگہ کاٹ دی گئی ہیں۔ متعدد مقامات پر میرے پیش کردہ حوالہ جات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ اپنے صدر مناظر اور اپنے معاونین کی بات مکمل بلکہ اضافہ کے ساتھ پیش کی گئی جب کہ ہمارے صدر مناظر اور معاونین کی گفتگو یا تو سرے سے ہضم کر دی گئی ہے یا کتر بیونت اور کاٹ چھانٹ کو پیش کی گئی ہے۔ ہم نے کیسٹوں کی مدد سے درست تقاریر پیش کر دی ہیں۔

☆...... ان کے کتابچہ میں ان کے مناظر کی تقریروں میں جگہ جگہ اضافہ کر دیا گیا ہے اور میری تقریروں میں متنوع انداز میں کمی بیشی کا ارتکاب کیا گیا۔ مثلاً میری پہلی تقریر میں متعدد کتب کے حوالے حذف کر دیئے گئے ہیں۔ آگے کی بعض تقریروں میں کہیں عبارت نہیں لکھی گئی۔ کہیں کتاب کا نام نہیں لکھا گیا۔ کہیں صفحہ نمبر نہیں لکھا گیا اور مزید غیر اخلاقی حرکت یہ کی گئی ہے کہ میری تمام تقریروں کو غیر مربوط پیش کیا گیا ہے۔ جب کہ اپنی تمام تقریروں کو موزوں اور مربوط پیش کیا گیا ہے۔ ان کے مناظر کی پہلی چار تقریروں میں صدق اللہ کے بعد العظیم کا لفظ نہیں بولا گیا تھا۔ مگر ان کے کتابچہ میں یہ لفظ موجود ہے۔ ان کی تقریروں میں مکررات کو حذف کر دیا گیا ہے۔ بعض چیلنج آمیز الفاظ کا اضافہ کر دیا گیا ہے اور بعض مقامات پر سنگین قسم کی تحریف کر دی گئی۔ مثلاً بخاری شریف سے ایک واقعہ ذکر کیا گیا تھا، اس واقعہ میں ان کے کتابچہ میں معراج روحانی اور خواب کے الفاظ ہیں۔ جب کہ مناظرہ کے دوران صرف واقعہ معراج کی بات کی گئی تھی اور میری جوابی تقریر میں اسی تناظر کو ملحوظ رکھا گیا تھا۔

☆...... ان کے کتابچہ میں میری طرف بعض الفاظ کی غلط نسبت بھی کی گئی ہے۔ مثلاً دو جگہ میری تقریر میں اما بعد کے بعد تعوذ اور تسمیہ لکھا گیا ہے۔ جب کہ میں نے نہیں پڑھا تھا۔ پھر ڈھٹائی کی انتہاء یہ ہے کہ اس پر حاشیہ بھی لکھ دیا گیا ہے کہ مولوی جمیل نے اعوذ باللہ پڑھا مگر اسے کوئی آیت نہیں ملی یا ایک موقع پر میں مرقات کا حوالہ دینے لگا مگر غلطی سے فتح الملہم کا لفظ نکل گیا۔ پھر فوراً ہی درستگی کر دی۔ ان کے کتابچہ میں اس کو بھی حاشیہ میں میری حواس باختگی قرار دیا گیا۔ جب کہ ان کے مناظر کو بارہا ایسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ مثلاً ایک جگہ انہوں نے حضرت مسروق کو صحابی کہا پھر درستگی کر لی۔ اسی طرح اموات کو موت کی جمع کہا۔ پھر کسی کے لقمہ دینے پر اصلاح کی اسی طرح اور بھی متعدد مقامات پر انہیں ایسی صورتحال پیش آئی مگر ہم نے اس طرح کی طنزیہ حاشیہ آرائی سے گریز کیا ہے۔

☆...... طرفین کے متفقہ نگران مناظرہ جناب حاجی محمد اسماعیل کھوں اور جناب ملک نذیر احمد رائیں جو پولیس کی طرف سے مداخلت کی صورت میں ذمہ دار بنے تھے اور ان کے مناظرہ منعقد کرانے پر معتزلی مناظر نے اپنی تقریر کے آغاز میں انعقاد مناظرہ پر ان کا شکریہ ادا کیا اور ان سے درخواست کی کہ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ مناظرہ کے آخر تک اس مجلس کے ماحول کو پرسکون رکھیں گے۔ ان ہر دو صاحبان نے مناظرہ کے اختتام پر یہ طے کیا کہ مناظرے کا فیصلہ زبانی ہم خود سنا دیں۔ اگر دونوں کے ثالث حضرات فیصلہ کریں گے تو ان کے درمیان ایک مستقل مناظرہ شروع ہو جائے گا۔ اس لئے مناظرے کا فیصلہ ہم خود زبانی سنا دیتے ہیں۔ چنانچہ جناب حاجی محمد اسماعیل کھوں صاحب جنہوں نے احمد سعید معتزلی (چتروڑی) منکر حدیث کی تقریریں بھی اس علاقہ میں کرائی تھیں۔ انہوں نے مناظرے کا فیصلہ زبانی طور پر مجلس مناظرہ میں اور پھر نیچے جا کر سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر باہر کے سینکڑوں منتظر عوام الناس کو بھی سنایا۔ (وہ اخیر میں ملاحظہ فرمائیں) اور دوسرے منتظم مناظرہ ملک نذیر احمد ارائیں نے بھی موقع پر ہماری فتح کا اعلان کر دیا۔ نیز مولانا مشتاق احمد شجاع آبادی (جو معتزلی مناظر کے معاون مناظر بھی تھے اور ان کی طرف سے

نامزد فیصل بھی) نے بھی ہمارے حق میں فیصلہ دیا۔ (تفصیل آخر میں ملاحظہ ہو) اس لئے ثالث حضرات کے تحریری فیصلہ کی نسبت نہیں آئی۔ لیکن بعد میں ہم نے یہ سنا کہ معتزلی منکر حیات کی کیسٹوں میں فیصلہ ریکارڈ ہے جو اپنے لوگوں کو سنا رہے ہیں کہ اشاعۃ التوحید والسنۃ کا مناظر کامیاب ہے۔ جب کہ مولوی جمیل الرحمن عباسی مناظرہ میں ناکام رہا ہے۔ لیکن ہم نے یقین نہ کیا، ہم نے یہ سوچا کہ اتنے شیوخ تفسیر وحدیث اتنی صریح بددیانتی نہیں کر سکتے اور نہ اتنا جھوٹ بول سکتے ہیں۔ لیکن جب ان معتزلیوں کی طرف سے مطبوعہ مناظرہ سامنے آیا تو معلوم ہوا کہ وہ خبر جھوٹی نہ تھی۔ اب ان کا خودساختہ جھوٹ اور بددیانتی بعنوان ''فیصلہ حق'' گویا معتزلی شیخ التفسیر مفتی محمد خان اور ان کے استاد العلماء مولانا نصراللہ ودیگر مماتی علماء میں سے ہر ایک نے اس بات کا اقرار کیا ہے ؎

میں جھوٹ میں چھپاتا ہوں اپنے عیوب کو اللہ جانتا ہے کہ میں جھوٹا نہیں ہوں

☆...... ان کے کتابچہ میں ان کی تقریروں کو مربوط کرنے کے لئے جو کمی بیشی کی گئی ہے ہم نے اس کو بحال رکھا ہے۔ اسی طرح معمولی قسم کی قطع برید کو بھی ہم نے نظرانداز کر دیا ہے۔ ہاں! سنگین خیانتوں کو پردہ میں نہیں رکھا گیا۔ ہم نے اپنی تقریروں کو اردو کے قالب میں مربوط کرنے کے لئے معمولی سے الفاظ کم زیادہ کئے ہیں۔ مگر اس کی ضرورت بہت کم پیش آئی ہے اور معمولی سا فرق بھی نہیں آیا اور مناظرہ کے دوران جہاں ایک آدھ غلطی کا ارتکاب ہم سے ہوا، ہم نے اس کا بھی اظہار کر دیا ہے۔ مناظرہ سرائیکی میں تھا۔ اردو ترجمہ مماتیوں کا کیا ہوا ہی پیش خدمت ہے۔

☆...... ہم نے اپنی آخری تقریر میں ان کی کتاب پر ہی اعتماد کیا ہے۔ البتہ ان کی آخری تقریر میں کی جانے والی بدترین خیانت کو طشت ازبام کر دیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت سے نوازیں۔ آمین بجاہ النبی الکریم!

نوٹ: مناظرہ کی مکمل روئیداد کیسٹوں میں ہمارے پاس محفوظ ہے، کسی بھی وقت تصدیق کی جا سکتی ہے۔

قارئین! معذرت خواہ ہیں کہ ہم دیر تک درمیان میں حائل رہے۔ اب چلئے مقام مناظرہ تک، چوبارا میں مشرق کی طرف وہ لوگ اپنی کتب سامنے رکھے بیٹھے ہیں۔ جب کہ مغرب کی جانب ہمارے حضرات بیٹھے ہیں۔ ان کی طرف سے مفتی عبدالرحیم صدر مناظر اور مفتی محمد جاجروی اور مولانا مشتاق احمد شجاع آبادی منصف مقرر ہو گئے ہیں اور ہماری طرف سے مفتی محمد انور اوکاڑوی صدر مناظر اور مولانا منیر احمد منور اور مفتی امداداللہ انور منصف مقرر ہو گئے ہیں۔

آغاز مناظرہ

مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ نے آغاز میں مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ کے ایک تحریر پر دستخط کرنے کا اور اس تحریر کو بطور عقیدہ تسلیم کرنے کا ذکر بھی کر دیا۔ اس کے بعد مفتی عبدالرحیم نظامی یوں گویا ہوئے۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی منکر حیات النبی ﷺ): جو بات پوچھنی ہو، احترام کے ساتھ کرنی چاہئے۔ اختلاف کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالی جائے، کیونکہ مقصد کسی نتیجہ تک پہنچنا ہے اور نتیجہ تک تبھی پہنچا جا سکتا ہے جب ہم ادب کے ساتھ گفتگو کریں۔

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): ہماری طرف سے صدر ہے محمد انور (خود مفتی محمد انور صاحب مدظلہ) اور مولانا جمیل الرحمن صاحب مناظر ہیں اور مولانا منیر احمد صاحب اور مولانا امداداللہ انور صاحب فیصل ہیں۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): مولانا جمیل الرحمن عباسی نے لکھا ہے کہ میرا اور میری جماعت کا

عقیدہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔ دستخط مناظرہ مجلس علماء اہل السنۃ جمیل الرحمن عباسی اور مولانا نصر اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ میرا اور میری جماعت کا عقیدہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے۔ وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ دستخط مناظر اشاعۃ التوحید والسنۃ نصر اللہ، مسلک اور عقیدہ لکھا ہوا ہے۔ اب اگر ہیرا پھیری کریں گے تو مناظرہ نہ ہوگا[1]

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): اگر یہ ہیرا پھیری ہے تو مولانا غلام اللہ خان نے کی تھی۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): مولانا غلام اللہ خان کا نام لینے کی کیا ضرورت ہے؟

مفتی محمد حاجروی (معتزلی): ایک ہے ہیرا پھیری کا لفظ، ایک ہے عمل۔ عمل آپ نے کیا ہے لفظ انہوں نے استعمال کیا ہے۔

مفتی محمد انور صاحب (سنی): میں آپ سے مسئلہ پوچھتا ہوں۔ مولانا غلام اللہ خان کا نام لینا ہیرا پھیری ہے؟

مفتی محمد حاجروی (معتزلی): مولانا محمد علی جالندھری نے ہیرا پھیری کی تھی اور اس کو سزا مل گئی تھی۔

(مماتیوں کے شیخ الحدیث اور شیخ التفسیر کی زبان درازی ملاحظہ کیجئے۔ نعوذ باللہ)

حضرت اوکاڑوی صاحب کھڑے ہو کر کچھ کہنا چاہتے تھے کہ شرکاء نے کہا بات بڑھ رہی ہے، رہنے دیں۔ تب مولانا منیر احمد کھڑے ہوئے اور فرمایا۔

مولانا منیر احمد منور (سنی): ہم ثالث حضرات نے مل کر فیصلہ کرنا ہے۔ اس لئے تھوڑی سی بات دو تین منٹ میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ ہم نے موضوع کو سامنے رکھنا ہے اور موضوع کو سامنے رکھ کر ہم نے دلائل اور ساری بحث کا تجزیہ کرنا ہے۔

جمیل الرحمن عباسی صاحب نے یہ لکھا کہ: "میرا اور میری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے عالم دنیا میں موت آچکی ہے۔" "وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔" اور دوسرے بھائی انہوں نے یہ لکھا کہ: "میرا اور میری جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے، اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔" جھگڑا ہوا کہ نبی کریم ﷺ اس زمینی یعنی مدینہ والی قبر میں زندہ ہیں یا نہیں، دنیا والی موت کے اندر اتفاق ہو گیا کہ دنیا والی موت آچکی۔ اس لئے اب دنیا کی موت زیر بحث نہیں آئے گی نہ یہ حضرات دنیا کی موت والی آیات پیش کریں گے۔ کیونکہ اس میں جھگڑا نہیں۔ "کل نفس ذائقة الموت" آچکی۔ "انك ميت وانهم ميتون" کا وعدہ پورا ہو چکا۔ دنیا کی موت آچکی اس میں کوئی جھگڑا نہیں۔ "وما محمد الا رسول" ہو چکا۔ اس لئے دنیا کی موت زیر بحث نہیں آئے گی۔"

روح کی زندگی میں کوئی اختلاف نہیں، روح کی زندگی کو یہ ہمارے بھائی بھی مانتے ہیں وہ بھی مانتے ہیں۔ اس لئے روح کے زندہ ہونے والی حدیثیں پیش کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ جھگڑا ہوا کہ مدینہ طیبہ والی قبر، جس قبر اطہر کے اندر نبی پاک ﷺ کا جسم اطہر ہے اور باقی انبیاء علیہم السلام کے اجساد مبارکہ جو قبور کے اندر ہیں، یہ زندہ

[1] مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ نے مولانا غلام اللہ خان کے تحریر کردہ عقیدہ کا ذکر کیا تھا کہ نبی کریم ﷺ برزخ (قبر شریف) میں بتعلق روح زندہ ہیں۔ اس طرف نظامی صاحب اشارہ کر رہے ہیں، آگے اوکاڑوی صاحب کا جواب ملاحظہ ہو۔

ہیں یا نہیں۔ ہم نے قائلین حیات جن کے نمائندے اور مناظر ہیں، اس وقت مولانا جمیل الرحمن صاحب عباسی ان کے دلائل کو اسی تناظر میں دیکھیں گے کہ کیا وہ مدینہ والی قبر میں نبی کریم ﷺ کی حیات ثابت کر سکتے ہیں یا نہیں اور جو ہمارے دوسرے ساتھی ہیں، وہ اس بات کے قائل ہیں کہ مدینہ طیبہ والی قبر میں نبی علیہ السلام زندہ نہیں۔ باقی انبیاء بھی اپنی ان قبروں کے اندر زندہ نہیں۔ ان کے دلائل کو بھی ہم اسی تناظر میں دیکھیں گے کہ کیا وہ اس کو ثابت کر رہے ہیں کہ وہ اپنے ان جسموں کے ساتھ اپنی ان زمینی قبروں میں زندہ نہیں؟

مفتی محمد جاجروی (معتزلی): نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد! میرے بولنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ وقت بھی تھوڑا ہے، جس طرح مولانا (مولانا منیر احمد صاحب) نے فرمایا ہے کہ موت میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی موت متفق علیہ مسئلہ ہے۔ وفات کے بعد حضرات انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں۔ کون سی زندگی ہے؟ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔ فریق ثانی (قائلین حیات) کا نظریہ یہ ہے کہ زندگی دنیوی ہے، جس طرح دنیا میں کھاتے پیتے ہیں یا......

تمام حاضرین! یہ موضوع ہی نہیں ہے۔

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): موضوع یہ ہے کہ زمینی قبر میں انبیاء کرام زندہ ہیں یا نہیں۔

ملک نذیر ارائیں (نگران مناظرہ طرفین): (مولانا منیر احمد صاحب اور مفتی امداد اللہ انور صاحب کی تائید اور جاجروی صاحب کی بات کو رد کرتے ہوئے کہا) ہاں! واقعی یہ موضوع نہیں ہے۔ موضوع پر بات ہو ہمیں بھی سمجھ آئے۔

مفتی محمد جاجروی (معتزلی): فریق ثانی کا نظریہ ہے کہ نبی کریم ﷺ روضہ اطہر کے اندر زندہ ہیں اور ہمارا موقف یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً نبی کریم ﷺ کی زندگی دنیوی نہیں بلکہ روحانی اور جنت......

حاضرین! نہیں یہ موضوع نہیں بلکہ تمہارا موقف یہ ہے کہ زمینی قبروں میں انبیاء زندہ نہیں ہیں۔

مولانا منیر احمد منور (سنی): آپ موضوع کو سمیٹو پھیلاؤ نہیں۔ آپ نے خود اپنا عقیدہ لکھا ہے کہ زمینی قبروں میں زندہ نہیں۔

مفتی محمد جاجروی (معتزلی): (لائن پر آتے ہوئے) ہمارا موقف یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ روضہ اطہر میں زندہ نہیں۔ زندگی کی نفی کرنی ہے ہم نے، ہم ہیں منکر، آپ مثبت ہیں، فریق ثانی اثبات کرے گا۔ ہم اس کا انکار کریں گے لیکن ترتیب یہ رکھی ہے کہ سب سے پہلے قرآن کی آیات پیش کریں گے۔ اگر اس کے پاس کوئی آیت زمینی حیات کی نہیں ہے تو وہ کہے گا۔ میرے پاس کوئی آیت نہیں ہے اب میں حدیث کی طرف جا رہا ہوں اور اگر حدیث نہیں ہے تو میں اکابر کی عبارات کی طرف جا رہا ہوں۔ ہاں! اگر وہ پہلے ہی حدیث شروع کر دے یا عبارات اکابر شروع کر دے تو ہم نہیں سنیں گے۔ سب سے پہلے کتاب اللہ، اگر آیت نہیں تو کہنا پڑے گا ہمارے پاس قرآن کی آیت نہیں ہے۔ اس کے بعد دوسرا نمبر، اس کے بعد تیسرا نمبر۔

مولانا منیر احمد منور (سنی): پہلے ہم ثالث کسی نکتہ پر متفق ہوں گے تب فیصلہ ہوگا۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): متفق ہو گئے ہیں۔

مولانا منیر احمد (سنی): نہیں ہوئے۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): کیوں نہیں ہوئے؟

مولانا منیر احمد (سنی): میں ابھی بتاتا ہوں، میں ابھی بتاتا ہوں۔ سنو تو سہی۔ میرے بھائی (مفتی محمد) یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ نبی علیہ السلام اور باقی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ہم نفی کرتے ہیں۔ ہم منکر ہیں۔ ہم مثبت نہیں ہیں۔ دلیل ہمارے ذمہ نہیں ہے۔ میرے پیارے! آپ صرف اتنا بتادیں کہ آپ کا یہ عقیدہ دلیل کے ساتھ ہے یا بغیر دلیل کے۔ اگر دلیل کے ساتھ ہے تو وہ دلیلیں سامنے آنی چاہئیں اور اگر بغیر دلیل کے ہے تو پھر آپ اقرار کرلیں کہ ہم صرف انکار ہی انکار کرتے ہیں۔ دلیل ہمارے پاس نہیں ہے اور اگر ہے دلیل تو سامنے آنی چاہئے۔

دوسری بات یہ ہے کہ میرے بھائی! آپ لوگ تو اشاعۃ التوحید والے ہیں اور توحید شروع ہی لا الہ سے ہوتی ہے۔ وہاں تو پہلے ہی نفی کھڑی ہے اور توحید تو نام ہی غیر اللہ سے الوہیت اور صفات الٰہیہ کی نفی کا ہے اور آپ اس پر کتنے دلائل دیتے ہیں اور اگر آپ اس نفی پر دلائل دیتے ہیں اور وہاں بریلویوں کے مقابلہ میں آپ منکر منکر کہہ کر بے دلیل نہیں بنتے تو یہاں کیوں بنتے ہو؟ جہاں پر نفی بغیر علم و دلیل کے ہو وہاں پر کہا جاسکتا ہے کہ دلیل اس کے ذمہ نہیں یا تو آپ کہہ دیں کہ ہماری یہ نفی اور انکار علم کی بنیاد پر نہیں۔ دلیل کی بنیاد پر نہیں پھر ٹھیک ہے ہم آپ سے دلیل نہیں مانگیں گے اور اگر علم و دلیل کی بنیاد پر ہے تو آج دلائل سب کے سامنے آنے چاہئیں۔

مفتی محمد حاجروی (معتزلی): یہ باتیں مناظر خود کریں گے۔ ہمیں بات کو لمبا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اب مناظرہ شروع کرنا چاہئے۔

تقریر نمبر ا: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)

الحمد للہ نحمدہ ونستعینہ ونستغفرہ ونومن بہ ونتوکل علیہ ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا من یھدہ اللہ فلا مضل لہ ومن یضللہ فلا ھادی لہ ونشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون وقال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون۔ صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذلک من الشھدین والشکرین والحمد للہ رب العالمین

صدر مکرم، مہمانان گرامی اور دور دراز سے تشریف لے کر آنے والے اور مسلک کو خاص اس نیت سے سمجھنے والے کہ ہمیں حق بات سمجھ آجائے اس وقت ہم سب آخرت کو سامنے رکھ کر عناد وغیرہ سے ہٹ کر محض اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حق بات بتادے۔

پہلی بات: یہ ہے کہ ہمارے دونوں حضرات نے بتادیا کہ موضوع پر ہی بیان کرنا ہے۔ انہوں نے وہ موضوع بیان کیا ہے جو ان کا عقیدہ ہے اور انہوں نے اپنا عقیدہ یہ بیان کیا ہے کہ: ''انبیاء علیہم السلام زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔'' تو انہوں نے دلائل بھی اسی پر دینے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام ان زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں اور میں نے اپنی تنظیم کا نام بھی لکھ دیا ہے اور جو اپنا عقیدہ ہے وہ بھی لکھ دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے، وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔

تو میں ان زمینی قبروں میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کو ثابت کروں گا اور یہ ان زمینی قبروں میں انبیاء کرام کی موت کو ثابت کریں گے اور جو نبی کریم ﷺ پر عالم دنیا میں موت آئی ہے وہ ہم بھی مانتے ہیں۔ ''انک میت وانھم میتون'' کا وعدہ پورا ہو چکا۔ یہ سب مانتے ہیں کہ انبیاء کرام اور حضور ﷺ پر موت آچکی ہے۔ وہ وفات پا چکے ہیں اور اب بحث میں جو بات ہے وہ زمینی قبر کے بارے میں ہے کہ اپنے روضہ مبارک میں حضور ﷺ اور بقیہ حضرات انبیاء کرام اپنی قبور میں زندہ ہیں یا نہیں۔ میں نے حیات کو ثابت کرنا ہے، اسی قبر میں۔ اس بات کو غور سے سمجھنے اور انہوں نے موت کو ثابت کرنا ہے، اسی قبر میں۔ اس سے ہم ادھر ادھر نہیں ہونے دیں گے۔

دوسری بات یہ کہ قرآن مجید کی آیات بطور دلیل کے انہوں نے بھی پیش کرنی ہیں اور ہم نے بھی پیش کرنی ہیں۔ لیکن ایک آیت کا ایک مطلب یہ بیان کریں گے اور ایک مطلب ہم بیان کریں گے اور ایک مطلب وہ ہے جو مفسرین بیان کریں گے۔ لہٰذا جو انہوں نے اپنی طرف سے ایک مطلب بیان کرنا ہے اور ہم نے اپنی طرف سے بیان کرنا ہے۔ بے شک نہ مانیں۔

لہٰذا جس وقت قرآن مجید کی آیات پیش کرنی ہیں تو اس پر بتانا پڑے گا کہ حضور ﷺ یا کسی صحابی نے یا کس معتبر مفسر نے اس آیت کی تفسیر یہ کی ہے کہ انبیاء اپنی ان قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ لہٰذا ہم نے نہ تمہاری بات ماننی اور نہ تم نے ہماری بات، بات چلنی ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر میں ان لوگوں کی جو مفسرین ہیں، جنہوں نے قرآن مجید کی تفسیر بیان کی ہے، ہر ایرے غیرے کی نہیں۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید میں آتا ہے اور سب کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔ ہم سب مانتے ہیں اور دلیل کون سی پیش کرتے ہیں: ''ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' خاتم النبیین کا سب علماء یہ معنی کرتے ہیں کہ حضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ قادیانی اسی خاتم النبیین کے لفظ سے مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ثابت کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم کیا کہیں گے کہ ان کی یہ بات ٹھیک ہے؟ بلکہ ہم نے یہ جواب دینا ہے کہ کسی مفسر نے خاتم النبیین کا یہ معنی نہیں کیا کہ حضور ﷺ کی مہر وغیرہ۔ سب نے یہ معنی کیا ہے کہ حضور ﷺ آخری نبی نہیں ہیں۔ لہٰذا معتبر بات انہی مفسرین کی ہوگی۔ ہماری بات نہیں ہوگی ورنہ اپنی طرف سے اگر کوئی بات کرے تو قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی نبوت قرآن سے ثابت ہے۔ شیعہ کہتے ہیں کہ ہمارا مسلک قرآن سے ثابت ہے۔ عیسائی کہتے ہیں کہ ہمارا مسلک قرآن سے ثابت ہے۔

ہر ایک اپنا مسلک قرآن سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس وجہ سے ہر کسی کی اپنی تفسیر معتبر نہیں ہو گی۔ سب حضرات اس بات کو غور سے سن لو کہ معتبر تفسیر وہ ہوگی جو مفسرین نے کی ہوگی۔ لہٰذا میں جو آیت پیش کروں گا یا حدیث پیش کروں گا تو اس سے ثابت کروں گا کہ فلاں مفسر نے فلاں امام نے اس آیت سے یہ ثابت کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور یہ جو آیت پیش کریں گے ان کی رائے نہیں چلے گی بلکہ یہ ثابت کریں گے کہ فلاں مفسر نے یا فلاں امام نے اس آیت سے یا اس حدیث سے حضور ﷺ کی اور بقیہ انبیاء علیہم السلام کی موت اسی قبر میں ثابت کی ہے۔ لہٰذا بات کس کی معتبر ہوگی؟ مفسرین کی، ان کی اور ہماری بات معتبر نہیں ہوگی۔[1]

---

[1] تفسیر عثمانی میں ہے کہ: ''قرآن کریم سے تمسک کرنا ہی وہ چیز ہے جس سے بکھری ہوئی قوتیں جمع ہوتی ہیں اور ایک مردہ قوم حیات تازہ حاصل کرتی ہے لیکن تمسک بالقرآن کا یہ مطلب نہیں کہ قرآن کو اپنی آراء واہواء کا تختہ مشق بنا لیا جائے بلکہ قرآن کریم کا مطلب وہ ہی معتبر ہوگا جو احادیث صحیحہ اور سلف صالحین کی متفقہ تصریحات کے خلاف نہ ہو۔'' (ص ۸۳)

اب تم دو باتیں سمجھ لو، ایک تو موضوع کے متعلق کہ انہوں نے بیان کرنا ہے کہ اس قبر میں موت ہے اور میں نے بیان کرنا ہے کہ اس قبر میں زندگی ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ جو بات معتبر ہوگی وہ مفسرین کی ہوگی۔ ان کی اور ہماری بات معتبر نہیں ہوگی۔

اس کے بعد جو میں نے عقیدہ بیان کیا[1] ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ اور علماء دیو بند کا یہ عقیدہ ہے کہ انبیاء اس قبر میں زندہ ہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ بہت سی کتابوں سے ثابت ہے۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ کی حدیث: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون '' سے ثابت ہوگیا۔ ایسے ہی شرح بخاری شریف عمدہ القادری شرح بخاری شریف فتح الباری......

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): (درمیان میں بولتے ہوئے) اب میں آپ کو کچھ کہوں یا آپ کے مناظر کو؟

ملک اسماعیل ڈھول: (وقت نوٹ کرنے پر مقرر) ٹائم نہیں ہوا، ابھی تین منٹ رہتے ہیں، آپ درمیان میں بول پڑے۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): قرآن کی آیت پڑھی ہے اس کی تشریح جو حضور ﷺ نے کی ہے وہ حدیث پڑھیں۔

مناظر قائلین حیات: ابھی تو دلائل شروع ہی نہیں کئے ابھی تو عقیدہ بیان کیا جا رہا ہے۔

مولانا منیر احمد منور (سنی): ابھی انہوں نے دلائل شروع نہیں کئے، ابھی عقیدہ بتا رہے ہیں کہ فلاں فلاں کتاب سے ثابت ہے۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): تو وہ زبانی بتا دینا تھا پڑھا کیوں ہے؟ (مفتی عبدالرحیم نظامی کی حواس باختگی پر مشتمل یہ جملہ سن کر حاضرین کی ہنسی چھوٹ گئی)

ملک نذیر ارائیں (نگران مناظرہ طرفین): آپ کو اگر اعتراض تھا تو دس منٹ کے بعد بولنا تھا۔ درمیان میں کیوں بولے ہو۔

مناظر قائلین حیات: (تقریر کو پھر سے جاری رکھتے ہوئے) ہمارا عقیدہ حدیث کی کتابوں سے صراحۃً اور قرآن مجید سے دالۃً، ایسے ہی شرح بخاری شریف عمدۃ القاری، شرح بخاری شریف فتح الباری، ملا علی قاری کی مرقات شرح مشکوٰۃ شریف، حیات الانبیاء للبیہقی، فتاویٰ عالمگیری، اعلاء السنن، تفسیر ابن کثیر، شفاء السقام، حاشیہ بخاری شریف، حاشیہ نسائی وغیرہ سب کتب سے ہمارا لکھا ہوا عقیدہ ثابت ہے۔ حتیٰ کہ ہمارا یہ (لکھا ہوا) عقیدہ ان کے اپنے رسالہ تعلیم القرآن تمبر......

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): (پھر درمیان میں بولتے ہوئے) یہ بھی آپ موضوع پر کھڑے ہو؟

مناظر قائلین حیات: بھائی ابھی ہم عقیدہ بتا رہے ہیں دلائل شروع نہیں کئے۔

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): (کیا) یہ حیات النبی کا عقیدہ نہیں بیان کر رہے؟

---

[1] عقیدہ کا حوالہ دینا اس لئے ضروری ہے تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ حیات کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ خود ساختہ اور من گھڑت نہیں بلکہ اس کو چودہ سو سالہ فقہاء، محدثین کی تائید حاصل ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر عقیدہ سابقہ مستند کتب میں موجود نہ ہو تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ فلاں آدمی جو اپنا عقیدہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے، وہ اس کا شخصی عقیدہ تھا۔ لہٰذا یہ اس کی ذاتی شکست ہے۔ اس لئے ہم نے چند حوالے دے دیئے تھے جب کہ فریق مخالف کسی ایک کتاب کا حوالہ بھی پیش نہیں کر سکا تھا۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): کیا مطلب؟ یہ عقیدہ میں نے اور آپ نے بیان کر دیا ہے پھر یہ کیوں بیان کر رہے ہیں؟

مولانا منیر احمد منور (سنی): مولانا جمیل الرحمن صاحب! آپ یہ حوالے چھوڑ دیں۔ یہ میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہ بیسیوں کتابوں میں ہمارا جوان حوالہ دکھا سکتا ہے کہ یہ ہمارا عقیدہ ہے اور یہ حضرات (معتزلی) ایک کتاب میں بھی اپنے عقیدہ کا حوالہ دکھا دیں تو ہم ان کو اہل السنۃ والجماعۃ مان لیں گے۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): (لاجواب ہوتے ہوئے) مولوی صاحب نے جو آیت پڑھی ہے: ''ولا تقولوا'' اس کی تشریح کرو پھر آگے چلو۔

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): (عوام کو مخاطب کرتے ہوئے) یہ علماء تو سمجھ رہے ہیں، شاید آپ لوگ جو عالم نہیں ہیں، وہ پریشان ہو رہے ہیں، یہ کہہ رہے ہیں قرآن کی بات کرو اور یہ تعلیم القرآن ہے اور ان کی جماعۃ اشاعۃ التوحید کا رسالہ ہے۔ یہ گرنتھ کی تعلیم ہے یا قرآن کی تعلیم؟ اس میں عقیدہ قرآن کے موافق لکھا ہے یا مخالف لکھا ہے؟ آپ لکھ دیں کہ یہ تعلیم القرآن نہیں ہے یا ہماری جماعت کا رسالہ نہیں ہے تو ہم ان کو روک دیں گے کہ یہ حوالہ نہ دیں۔

مفتی محمد حاجروی (معتزلی): مناظرہ شروع ہو رہا ہے۔

حاضرین! شروع ہو رہا ہے یا ہو چکا ہے؟

مفتی محمد حاجروی (معتزلی): مناظرہ شروع ہو چکا ہے۔ ترتیب یہ تھی کہ پہلے کتاب اللہ پھر احادیث، پھر عبارات۔ تعلیم القرآن کا نمبر چوتھا ہے۔ یہ عبارات آئیں گی اور آپ کے علماء کی کتابیں دکھا کر پوچھیں گے کہ یہ اعلاء السنن ہے یا گرنتھ ہے۔

ملک نذیر اعوان (نگران مناظرہ): جب وہ پڑھ رہا ہو تو ٹائم کے اندر اندر یہ (مماتی) نہ بولیں۔

مناظر قائلین حیات: جب ہمارے منصف مولانا منیر احمد صاحب عقیدہ کی وضاحت کر رہے تھے تو آپ نے کہا عقیدہ کے بارے میں مناظر بات کریں گے اور جب مناظر بات کرنے لگا تو اب آپ اس کو روک رہے ہیں۔ عجیب بات ہے۔ اب آپ فیصلہ کریں کہ عقیدہ صدر بتائے یا ثالث یا مناظر؟

آوازیں! ٹائم ختم ہو گیا۔ ٹائم ختم ہو گیا۔

حاضرین! جو وقت ادھر ادھر کی باتوں میں صرف ہو گیا وہ دوبارہ دیا جائے۔

مناظر قائلین حیات: (گفتگو جاری رکھتے ہوئے) سب سے پہلے دلائل قرآن مجید سے دیئے جائیں گے اور اس بات پر کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل الله اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون'' آیت کی تفسیر وہ ہوگی جو مفسرین کریں گے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو لوگ اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہو چکے ہیں۔ ''اموات'' ''تم ان کو مردہ نہ کہو۔'' ''بل احیاء'' ''بلکہ وہ زندہ ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے کن کے بارے میں فرمایا کہ ان کو مردہ نہ کہو؟ جو قتل ہو چکے ہیں۔ تم خود بھی سمجھتے ہو کہ قتل ارواح ہوتے ہیں یا جسم، جسم ہو چکے ہیں نا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو قتل ہو چکے ان جسموں کو تم مردہ نہ کہو تو اللہ تعالیٰ نے ان اجسام کے بارے میں فرمایا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''احیاء'' یہ خبر ہے: ''ھم'' مبتداء محذوف ہے اور ''ھم''،''من'' کی طرف جارہا ہے کہ جولوگ قتل ہوچکے ہیں وہ زندہ ہیں اور قتل لازمی بات ہے جسم ہوتے ہیں اور جسم انبیاء انہی قبروں میں ہیں وہ بھی مانتے ہیں کہ انبیاء کے جسم انہی قبروں میں محفوظ ہیں اوراوپر نہیں ہیں۔ جسم جب انہی قبروں میں ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جسموں کو تم زندہ کہو مردہ نہ کہو۔ لہٰذا زندہ بھی یہی جسم ہیں۔

تقریر نمبر ۱: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم امابعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ امواب بل احیاء ولکن لاتشعرون صدق اللہ''[1]

سب سے پہلی بات یہ کہ میں حاجی اسماعیل کنبھوں اور ملک نذیر ارائیں (مماتیوں کے مطبوعہ مناظرہ میں ان دونوں کے نام حذف کردیے گئے ہیں۔ کس مقصد کے تحت؟ کوئی پتہ نہیں) کا مشکور ہوں، جنہوں نے افہام وتفہیم کی یہ مجلس منعقد کی ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ مناظرہ کے آخر تک وہ اس مجلس کے ماحول کو پرسکون رکھیں گے۔ اس کے بعد بات یہ ہے کہ آج کل عوام میں یہ مسئلہ پھیل چکا ہے اور ہرایک کی زبان پر یہ بات ہے کہ کون سا فریق حق پر ہے اور کون سا فریق حق پر نہیں ہے اور ہر مسلمان کی یہ خواہش ہوتی ہے۔ اگر اس کے دل میں انابت ہو اور ہٹ دھرمی نہ ہو کہ حق مسئلہ واضح ہوجائے تو اس بارے میں مولوی صاحب نے جو عقیدہ پیش کیا ہے، یہ عقیدہ تحریر میں لکھا جاچکا ہے۔

اور تحریر پر لکھا ہوا عقیدہ مجھ سے سن لیں۔ مولوی صاحب نے تحریر میں لکھا ہے کہ میرا اور میری جماعت کا عقیدہ ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام جن پر موت آچکی ہے وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔ یعنی جب انسان پر موت آجاتی ہے پھر اس کو غسل دیا جاتا ہے اور کفن دیا جاتا ہے اور اس کے بعد اس کا جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ پھر زمین میں گڑھا کھود کر اس میں اس مردہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے تو اس قبر میں مولوی صاحب کہتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام ان زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔ اب میں مولوی صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ قبر میں زندگی کون سی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ سے موت کے وقت جب ارواح مبارکہ کو نکالا گیا پھر اجساد مبارکہ کو قبر میں دفن کیا گیا اور دفن کرنے کے بعد ارواح مبارکہ کو دوبارہ اجساد مبارکہ میں داخل کردیا گیا۔

جس طرح موت سے پہلے دخول تھا، لہٰذا اسی وجہ سے وہ زندہ ہیں۔ وہ قبروں میں اٹھتے بیٹھتے ہیں یا اس طرح پر کہ جب انبیاء کرام کے اجساد مبارکہ سے ارواح مبارکہ کو نکالا گیا، اب ہیں تو وہ جنت الفردوس میں اور رفیق اعلیٰ میں لیکن ان ارواح مبارکہ کا ان اجساد مبارکہ کے ساتھ اس قسم کا تعلق ہے جس کی وجہ سے یہ اجساد مبارکہ جس کو قبر میں دفن کیا گیا ہے وہ زندہ ہیں۔ اٹھتے بیٹھتے ہیں۔

کس وجہ سے تعلق کی وجہ سے۔ دو نظریے ہیں۔ تم میری بات غور سے سنو اور سمجھو! ایک عقیدہ یہ ہے کہ ارواح مبارکہ دوبارہ اجساد مبارکہ میں داخل ہوچکی ہیں جس کی وجہ سے وہ زمینی قبروں میں زندہ ہیں اور حیات ہیں۔

[1] قارئین کیسٹیں سن سکتے ہیں کہ مماتی مناظر نے پہلی چار تقریروں میں صدق اللہ کے بعد العظیم نہیں کہا تھا۔

دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ ارواح مبارکہ کو اجساد مبارکہ میں داخل تو نہیں کیا گیا لیکن ان کا تعلق جس طرح دنیا میں موت سے پہلے زندہ تھے اور اٹھتے بیٹھتے تھے، اس طرح زمینی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

میں مولوی صاحب سے اس کے عقیدہ کی وضاحت چاہوں گا۔ اس کے بعد تحریر میں جو عقیدہ میں نے اپنا لکھا ہے وہ بھی سن لیں۔ (یہ ان کی طرف سے بے تکا ڈھونگ رچایا جاتا ہے۔ مقصد حیات ثابت کرنا ہوتا ہے، چاہے اعادہ روح بکمالہ کے ساتھ ہو یا تعلق روح کے ساتھ)

میرا اور میری جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جن پر موت آ چکی ہے وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ یعنی اہل السنۃ والجماعۃ جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ اور اکثر مفسرین اور جمہور حضرات کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ ان زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں[1] بلکہ رفیق اعلیٰ اور جنت الفردوس میں زندہ ہیں اور یہ لوگ ہمارے خلاف عوام میں غلط قسم کے الزامات[2] اور بہتان تراشیاں کرتے ہیں کہ یہ لوگ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کو محفوظ نہیں مانتے۔ یہ لوگ معتزلی ہیں۔ ان کے پیچھے نمازیں نہیں ہوتیں۔ لیکن میں پورے وثوق اور یقین سے کہتا ہوں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ آج بھی اسی طرح محفوظ ہیں جس طرح رکھے گئے تھے۔

اور یہ نظریہ صرف میرا نہیں بلکہ میری جماعت جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کا بھی یہی نظریہ ہے اور عوام میں یہ غلط بات پھیلائی جاتی ہے کہ اشاعۃ والے انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ کے محفوظ ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ مٹی کھا گئی ہے (العیاذ باللہ) ہم ایسا نظریہ غلط سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد تحریر میں جانبین کے درمیان جو شرائط لکھے گئے ہیں وہ بھی سن لیں۔ ہر فریق جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ اور مجلس علماء اہل السنۃ یہ دونوں فریق متفق ہوئے۔ ان شرائط پر کہ یہ عقیدہ کس چیز سے ثابت کیا جائے تو تحریراً لکھا گیا ہے۔

اوّلاً: کتاب اللہ یعنی سب سے پہلے اپنا عقیدہ ثابت کرنے کے لئے قرآن مقدس پیش کیا جائے گا۔

ثانیاً: احادیث صحیحہ مشمول اقوال صحابہ باسناد صحیحہ دوسرے نمبر پر احادیث صحیحہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اقوال پیش کئے جائیں گے۔ لیکن صحیح سند پیش کرنی پڑے گی اور تیسرے نمبر پر اجماع امت اور اس کے بعد تائیداً میری بات غور سے سننا۔ تائیداً نہ کہ استدلالاً بلکہ تائیداً ائمہ اہل السنۃ والجماعۃ کے اقوال اکابرین علماء دیوبند کے اقوال پیش کئے جائیں گے۔

اب میں تائیداً کی تھوڑی سی وضاحت کرتا ہوں۔ کیونکہ کچھ لوگ ایسے بھی موجود ہیں جن کو یہ علم نہیں کہ تائیداً کا مطلب کیا ہے؟

---

۱ زمینی قبروں میں زندہ ہیں یا نہیں، یہ ہے موضوع مناظرہ۔ جنت الفردوس میں روح زندہ ہے وہ زیر بحث نہیں۔

۲ خود اقرار کر رہے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد مبارکہ ان زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں تو یہ الزام اور بہتان نہیں بلکہ تم خود اس کے اقراری ہو اور یہی معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ چنانچہ علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری شرح بخاری کی جلد ۱۶ میں لکھا ہے کہ: "ومن انکر الحیات فی القبر وھم المعتزلہ ومن نحا نحوھم" (یعنی انبیاء کی حیات قبر کا انکار معتزلہ اور ان کے پیروکاروں کا مسلک ہے) اور شروع میں جاجروی صاحب نے خود کہا تھا کہ ہم منکر حیات ہیں۔

ایک ہوتی ہے تائید اور دوسری ہوتی ہے دلیل اور تائید کا مطلب یہ ہے کہ کسی دیوبندی عالم کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جائے گا۔ ایسے ہی نہ کسی حنفی کو نہ کسی شافعی کو نہ کسی حنبلی کو اور نہ کسی مالکی کو بطور دلیل کے پیش کیا جائے گا۔ یہ حضرات امام ہیں اور بزرگ ہیں۔ لیکن عقیدے میں یہ بھی دلیل نہیں بن سکتے یہ ہے تائید کا مطلب۔

مولوی صاحب نے آیت پیش کی ہے: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون '' مولوی صاحب نے کہا ہے کہ ایک تفسیر وہ ہے جو بزرگ بیان کریں گے، سلف صالحین بیان کریں، محققین بیان کریں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیان کریں گے۔ مفسرین بیان کریں یا نبی کریم ﷺ نے تفسیر فرمائی ہو۔ یعنی وہ تفسیر معتبر ہوگی جو بزرگوں نے بیان کی ہو یا حضور اکرم ﷺ سے منقول ہو تو ایسی تفسیر پر عقیدہ رکھا جائے گا اور یہ تفسیر معتبر ہوگی۔

لیکن مولوی صاحب نے یہ بات کہہ کر فوراً اس کی مخالفت شروع کر دی ہے کہ آیت پیش کی ہے: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون '' لیکن مولوی صاحب نے اس کی تفسیر میں نہ نبی کریم ﷺ کی حدیث پیش کی ہے نہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کسی ایک صحابی کا قول پیش کیا ہے۔

میں مولوی صاحب سے کہتا ہوں کہ تفسیر وہ معتبر ہوگی جو بزرگوں نے کی ہو۔ جیسا کہ تم پہلے کہہ چکے ہو۔ لہٰذا تم اپنی بات کے مطابق نبی کریم ﷺ کی حدیث پیش کرو۔ ہاں! اگر تم حدیث پیش نہیں کر سکتے تو میرے پاس حدیث کی کتاب صحیح مسلم شریف موجود ہے۔ میں اس آیت کی تفسیر نبی کریم ﷺ کے فرمان سے پیش کر رہا ہوں۔

(اسی پر وقت ختم ہو گیا۔ مگر پوری تقریر کے دوران قائلین حیات میں سے کوئی بھی نہ بولا۔ اس پر وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں۔ نیز اس تقریر میں اپنے اس دعوے پر کہ انبیاء کے اجساد مبارکہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں۔ کوئی ایک آیت یا حدیث یا صحابی کا قول یا کسی کتاب کا حوالہ پیش نہیں کر سکے نہ میرے حوالہ جات کی تردید کر سکے ہیں، نہ قرآن کی دلیل کا جواب دے سکے ہیں)

تقریر نمبر ۲: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

تم نے سن لیا ہوگا کہ مولوی صاحب نے بہت سی دلیلیں اپنے اس عقیدہ پر دے دی ہیں کہ انبیاء اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ (کوئی دلیل پیش نہیں کی) اور یہ پوچھتے رہ گئے کہ یہ لوگ غلط بات پھیلاتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا جسم محفوظ نہیں مانتے۔

تم نے مجھ سے سنا ہے کہ میں نے یہ بات کہی ہے؟ کمال ہے شروع سے تم نے اس طرح باتیں شروع کر دی ہیں اور پھر میں نے دلیل پیش کی ہے نہ تو مولوی صاحب سے میری دلیل کا جواب آیا ہے اور نہ مولوی صاحب نے دلیل اپنے عقیدے کے ثبوت میں پیش کی ہے۔ ویسے تو کہتے تھے کہ دلیل پیش کریں گے۔ قرآن مجید سے قرآن مجید سے۔ لیکن اتنی بات بہت ہے۔

آگے جو میں نے عقیدہ پیش کیا ہے اور آیت پیش کی ہے، مزید وضاحت کروں گا لیکن مناظر صاحب سے گزارش کرتا ہوں سب سے پہلے کوئی آیت پڑھیں جس کی کسی مفسر نے یہ تفسیر کی ہو کہ انبیاء اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ قیامت تک بیان نہیں کر سکیں گے۔ سب سے پہلے مولوی صاحب کو دلیل پیش کرنی چاہیے۔ دلیل نہیں

دی، میں کیسے جواب دوں میں نے جو آیت پیش کی ہے، اس کا جواب نہیں آیا۔ آگے جانے کا دل نہیں کرتا۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): پھر بیٹھ جائیں۔

ملک نذیر (نگران مناظرہ): وہ (قائلین حیات) پورے دس منٹ نہیں بولے، اب تم چپ رہو۔

کتاب اللہ کی آیت میں نے پیش کی ہے: "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات" اور میں نے تمہارے سامنے واضح کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہو چکے ہیں ان کو تم مردہ نہ کہو۔

اور میں نے تمہارے سامنے واضح کیا ہے کہ شہید جسم ہوتے ہیں، ورنہ جو روح نکلتی ہے مولوی صاحب بھی اس کو زندہ مانتے ہیں۔ اس کو مردہ نہیں کہتے اور خود مولوی صاحب بھی مانتے ہیں کہ جو روح نکلتی ہے وہ قتل نہیں ہوتی تو قتل کون ہوئے؟ جسم ہوئے یہ بھی مانتے ہیں، ہم بھی مانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو قتل ہوا، اس کو مردہ نہ کہو تو قتل ہوا جسم اور زندہ کس کو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جو قتل ہوا۔ یعنی جسم کو زندہ کہو۔

پتہ نہیں یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے یا مولوی صاحب قرآن مجید کی مخالفت کر رہے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے واضح کہہ دیا ہے کہ جو قتل ہوا یعنی جسم اس کو زندہ کہو۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ نہیں صرف روح زندہ ہے اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

دوسری بات میں نے یہ استدلال پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "بل احیاء" بلکہ وہ زندہ ہیں۔ "احیاء" مولوی صاحب بھی سمجھتے ہیں یہ خبر ہے مبتداء محذوف ہے۔ جیسا کہ تفسیر ابن عباس میں اس آیت کے تحت لکھا ہے: "بل هم احیاء" اور "هم" ضمیر جو ہے وہ "من" کی طرف جارہی ہے یعنی اجسام جو قتل ہوئے تو فرمایا جو قتل ہوئے وہ زندہ ہیں۔

اور علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے حیات کا لغوی معنی واضح لکھا ہے کہ حیات کا لغوی معنی ہے کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہو تو اس کو کہتے ہیں حیات اور اکیلی روح کو تو خود لغت میں بھی حیات نہیں کہتے۔

اور اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرمارہے ہیں: "کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا" کہ تم اپنے رب کا کس طرح کفر کرو گے۔ جب کہ "کنتم امواتا" کہ تم مردے تھے۔ حالانکہ ہماری اور انبیاء علیہم السلام کی ارواح تو پہلے زندہ تھیں، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "کنتم امواتا" مردہ تھے معلوم ہوا کہ صرف روح کو زندہ کہنا مقصود نہیں بلکہ اجسام کو زندہ بتانا مقصود ہے۔ بلکہ زندگی کس شئے کا نام ہے؟ کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہو، اگر روح کا جسم کے ساتھ تعلق نہیں اکیلی روح ہے تو پہلے بھی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وہ مردہ ہیں[1]۔ لہٰذا لغت کے اعتبار سے بھی خود الفاظ قرآن سے بھی انبیاء کی حیات ثابت ہو رہی ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں شہداء کے بارے میں کہ ان کے جسم زندہ ہیں اور لغت کے اعتبار سے بھی ثابت کیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے جسم زندہ ہیں اور "بل احیاء" سے بھی ثابت کیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور شہداء کرام کے جسم زندہ ہیں۔

---

[1] مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: "روح حقیقی کی تخلیق تو تمام انسانوں کی تخلیق سے بہت پہلے ہے۔ انہی ارواح کو حق تعالیٰ نے ازل میں جمع کر کے الست بربکم فرمایا اور سب نے "بلیٰ" کے لفظ سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کیا۔ ہاں! اس کا تعلق جسم انسانی کے ساتھ تخلیق اعضاء انسانی کے بعد ہوتا ہے اور در حقیقت حیات انسان اسی روح حقیقی سے متعلق ہے۔"

(معارف القرآن ج ۶ ص ۳۰۴)

اب آگے دیکھو مفسرین اس آیت سے دلالۃ النص کے ذریعہ ثابت کرتے ہیں کہ جب شہداء زندہ ہیں تو انبیاء بطریق اولیٰ زندہ ہیں اور دلالۃ النص کی مثال تم اس طرح سمجھو نورالانوار میں مثال لکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ولا تقل لھما اف'' تم والدین کو ''اف'' نہ کہو۔ تم سب مانتے ہو کہ جب والدین کو اف کہنا حرام ہے تو مارنا بطریق اولیٰ حرام ہے۔ اس کو کہتے ہیں دلالۃ النص اسی طرح تمام مفسرین نے لکھا ہے کہ جب شہداء زندہ ہیں تو انبیاء بطریق اولیٰ زندہ ہیں جس طرح والدین کو اف کہنا جائز نہیں ہے تو مارنا بطریق اولیٰ جائز نہیں ہے۔

اب میں سب سے پہلے مولوی صاحب کی کتاب سے ثابت کرتا ہوں۔ ان کے مسلک کی کتاب ندائے حق جس کو محمد حسین نیلوی صاحب نے لکھا ہے۔ انہوں نے (ندائے حق ص ۳۸) پر لکھا ہے کہ حیات الانبیاء دلالۃ النص سے ثابت ہے اور وہ قطعی ہوتا ہے۔ جیسے عبارۃ النص یعنی جس طرح خود قرآن مجید قطعی ہوتا ہے۔ اسی طرح جو چیز دلالۃ النص سے ثابت ہو وہ بھی قطعی ہوتی ہے۔ حوالہ دوبارہ نوٹ کرلو۔ تمہاری اپنی کتاب میں محمد حسین نیلوی کی تالیف وتصنیف (ج ۲ ص ۳۸) حیات الانبیاء دلالۃ النص سے ثابت ہے۔ وہ قطعی ہوتا ہے۔ تمہاری اپنی کتاب سے ثابت ہوگیا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات اگرچہ دلالۃ النص سے ثابت ہے، لیکن ہے ایسے جیسے خود عبارت النص سے ثابت ہو۔

اور تفسیر مظہری کے اندر علامہ ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں: ''والحق عندی عدم اختصاصھا بھم بل حیات الانبیاء اقویٰ منھم واشد ظھور آثارھا فی الخارج حتی لا یجوز النکاح بازواج النبی ﷺ بعد وفاتہ'' (تفسیر مظہری ج ۱ ص ۱۵۲)

ترجمہ سن لو! مولانا ثناء اللہ پانی پتی تفسیر مظہری میں فرماتے ہیں۔ حق بات یہ ہے کہ یہ جو آیت ہے: ''ولا تقولوا لمن یقتل'' یہ صرف شہداء کے ساتھ خاص نہیں ہے کہ صرف شہداء زندہ ہیں بلکہ انبیاء کرام کی زندگی اور حیات وہ شہداء کی حیات سے بھی زیادہ قوی ہے، طاقتور ہے۔ ''واشد ظھور آثارھا فی الخارج'' اور ظاہر بھی ہے تم سب کو معلوم ہے کہ انبیاء کی حیات کے آثار بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ حیات کے آثار کیسے ظاہر ہوتے ہیں؟ تم سب کو معلوم ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی وفات کے بعد ان کی ازواج مطہرات کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ شہداء کی حیات سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات زیادہ قوی ہے کہ شہداء کی بیویوں سے نکاح جائز ہے اور انبیاء کی بیویوں سے ناجائز۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام کی حیات زیادہ قوی ہے۔

تقریر نمبر ۲: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

''والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا وھم یخلقون. اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون. صدق اللہ''

میں نے مولوی صاحب سے مطالبہ کیا تھا کہ آپ نے جو آیت پڑھی ہے: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون'' اس آیت کی تفسیر اور تشریح جو نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے وہ پیش کرو لیکن وہ نہیں دکھا سکے۔

اس آیت کی تفسیر جو نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑ کر اپنی طرف سے تفسیر شروع کر دی اور عبارات شروع کر دیں کہ: فلاں نے یوں لکھا ہے اور فلاں نے اس طرح لکھا ہے اور فلاں نے اس طرح لکھا ہے۔ حالانکہ مولوی صاحب عبارات کا چوتھا نمبر ہے اور وہ بھی تائید پیش کی جا سکتی ہیں نہ کہ بطور دلیل کے پیش کی جا سکتی ہیں۔ تم قرآن مجید، حدیث شریف اور اجماع کو چھوڑ کر عبارات پر پہنچ گئے۔ قرآن مجید میں اس آیت کی طرح ایک اور آیت بھی آتی ہے: ''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون'' یہ آیت بھی شہداء کی زندگی کے بارے میں ہے۔ میرے پاس حدیث کی کتاب مشکوٰۃ شریف ہے جس کا صفحہ ۳۳۰ ہے۔ ''وعن مسروق قال سالنا عبدالله بن مسعود عن ھذہ الآیۃ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون''

حضرت مسروق رحمہ اللہ جو تابعی ہیں، فرماتے ہیں کہ ہم نے اس آیت: ''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله'' کی تفسیر کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے سوال کیا۔ اب سنیں حضرت مسروق کا سوال کیا تھا۔ سوال یہ تھا جب انسان شہید ہو جاتا ہے اور اس کا جنازہ پڑھایا جاتا ہے اور اس کو دفن کیا جاتا ہے اور یہ سب کام ہم اس کو مردہ سمجھ کر ہی کرتے ہیں۔ حالانکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل الله امواتا'' یعنی شہداء کو تم مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں تو پھر اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ اگر شہداء زندہ ہیں تو جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے اور دفن بھی نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ کام مردہ سے ہی کئے جاتے ہیں نہ کہ زندہ سے تو صحابی رسول حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اسی سوال کا جواب دیتے ہیں۔ ''اناقد سالنا عن ذالك'' اے تابعی جس طرح تو نے ہم سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا ہے، اسی طرح ہم نے بھی حضور اکرم ﷺ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا تھا تو حضور اکرم ﷺ نے اس آیت کی تفسیر اس طرح بیان فرمائی تھی۔ ''فقال ارواحھم فی اجواف طیر خضر لھا قنادیل معلقۃ بالعرش''

نبی اکرم ﷺ نے یوں فرمایا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان زمینی قبروں میں زندہ ہیں اور ان جسموں کے ساتھ زندہ ہیں، نہیں نہیں! جس طرح یہ مولوی صاحب اور ان کے ہمنواء بھی کہتے ہیں کہ ان زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔ لیکن میں آپ کے سامنے نبی اکرم ﷺ کا قول پیش کر رہا ہوں۔

فرمایا: ''ارواحھم'' ارواح جمع ہے روح کی کہ ان شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے قالب میں ہیں: ''لھا قنادیل'' کہ ان کے لئے قندیلیں ہیں۔ ''معلقۃ بالعرش'' جو کہ عرش کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں۔

''تسرح فی الجنۃ حیث شات'' کہ وہ روح جنت میں چلتی پھرتی رہتی ہیں اور سیر کرتی رہتی ہیں۔ چلتے بھی ہیں، پھرتے بھی ہیں، اٹھتے بیٹھتے بھی ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کی حدیث پیش کر رہا ہوں۔ ''ثم تأوی الی تلك القنادیل فاطلع الیھم ربھم اطلاعۃ'' پھر روح لوٹتے ہیں ان قندیلوں کی طرح ''فاطلع الیھم ربھم اطلاعۃ'' ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے شہداء پر جھانکا۔ ''فقال'' پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''ھل تشتھون شیئا'' کہ کیا تمہاری کوئی چاہت ہے جس کو میں پورا کروں۔ یہ بات میری نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔

اب تو ماشاء اللہ مولوی صاحب خود مناظرہ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ ہم ان پر فتویٰ نہیں لگاتے کہ ان کے نزدیک انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام مبارکہ محفوظ نہیں ہیں یا ان کو العیاذ باللہ مٹی کھا چکی ہے اور آئندہ بھی میں امید رکھوں گا کہ مولوی صاحب اس کا فتویٰ نہیں لگائیں گے۔ (یہ فتویٰ لگایا ہی کس نے تھا؟ کب لگایا تھا؟ کہاں لگایا تھا؟ کوئی حوالہ بھی ہے یا نرا الزام ہے؟)

تو جب اللہ تعالیٰ نے شہداء سے ان کی خواہش کے بارے میں پوچھا تو شہداء نے کہا: ''ای شیئ نشتھی '' کہ ابھی ہماری کون سی خواہش باقی ہے جس کی ہم چاہت کریں۔ ''نحن نسرح فی الجنۃ حیث شئنا '' یعنی ہم تو جنت میں جس طرح چاہتے ہیں چلتے پھرتے ہیں۔ اب تو کوئی دوسری ہماری خواہش نہیں ہے۔ ''ففعل ذالک بھم ثلث مرات '' اللہ تعالیٰ نے شہداء کو تین مرتبہ فرمایا کہ کوئی چیز تو مانگو جو میں تمہیں عطاء کروں۔ ''فلما راوا انھم لن یترکوا من ان یسالوا '' جب شہداء نے دیکھا کہ جب تک ہم سوال نہ کریں اس وقت تک ہماری جان نہیں چھوٹے گی۔ اب تو شہداء نے اللہ رب العزت سے سوال کیا: ''یا رب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا ''

اے ہمارے پروردگار! تو لوٹا دے ہماری روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف ''حتی نقتل فی سبیلک مرۃ اخری '' کہ جس طرح پہلے ہم نے دنیا میں جہاد کیا تھا اور شہید ہوئے تو اب بھی دوبارہ دنیا میں زندہ ہو کر جائیں اور جہاد کریں اور تیری راہ میں شہید ہو جائیں۔ لہٰذا اے ہمارے رب! ہماری روحیں ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔ اب میں نے اس آیت کی تفسیر حضور اکرم ﷺ کی صحیح حدیث سے آپ کے سامنے پیش کر دی ہے[1]۔

اس کے بعد یہ ہے کہ مولوی صاحب نے آیت پڑھی: ''کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتاً فاحیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ثم الیہ ترجعون '' میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اس میں زمین[2] کا کوئی لفظ ہے یا قبر کا کوئی لفظ ہے۔ مولوی صاحب نے زمینی قبر کی حیات ثابت کرنی ہے اور آیت ایسی پڑھی کہ جس میں نہ زمین کا لفظ ہے اور نہ قبر کا لفظ ہے۔ اس کے بعد مولوی صاحب نے عبارتیں شروع کر دیں۔ حالانکہ عبارات کا تو چوتھا نمبر ہے۔

اور میں نے اپنے عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے قرآن مجید کی آیت پڑھی: ''والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون ''

---

[1] کیا اس سے یہ ثابت ہو گیا کہ انبیاء کرام کے اجساد مبارکہ قبروں میں زندہ نہیں؟ بالکل ثابت نہیں ہوا بلکہ اس سے ارواح کا جنت میں زندہ ہونا ثابت ہو رہا ہے۔ اس میں کوئی جھگڑا نہیں اور جس میں جھگڑا ہے وہ اس سے ثابت نہیں ہو رہا اور یہ بھی واضح رہے کہ ارواح کا جنت میں ہونا قبروں میں اجساد کے زندہ ہونے کے منافی نہیں، کیونکہ ارواح جنت میں ہیں۔ لیکن ان کا تعلق اجساد محفوظہ فی القبور کے ساتھ ہوتا ہے اور اسی تعلق کی وجہ سے اجساد زندہ ہیں۔

[2] یہ کتنا بڑا دجل ہے کہ سنی مناظر نے یہ آیت اپنے دعویٰ و مناظرہ کی دلیل کے طور پر نہیں پڑھی بلکہ اس بات کو سمجھانے کے لئے پڑھی کہ اگر جسم میں حیات نہ ہو صرف روح زندہ ہو تو قرآن نے اس حالت کو اموات کہا ہے۔ اس لئے احیاء سے صرف حیات روح مراد نہیں بلکہ حیات اجسام مراد ہے۔ لیکن اس کا استاذ العلماء (مماتی مناظر) جواب نہ دے سکے۔

وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ کے سواء پکارتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اموات غیر احیاء ''اموات جمع ہے میت کی کہ وہ لوگ مردہ ہیں۔ ''غیر احیاء ''زندہ نہیں ہیں اور ان کو یہ بھی معلوم نہیں ہم دوبارہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اس آیت کی تفسیر میں اپنی طرف سے نہیں کرتا بلکہ اپنے بزرگوں اور اکابرین سے پوچھتے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟

میرے پاس قرآن مجید کی تفسیر بیان القرآن ہے جو حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ہے۔ وہ معبودین مردے بے جان ہیں۔ خواہ دواماً جیسے بت یا فی الحال جیسے جو مر چکے یا فی المآل یعنی جیسے فرشتے، جن اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ!

اس میں سب کے سب آجاتے ہیں خواہ کوئی نبی ہو یا کوئی ولی ہو یا کوئی چھوٹا ہو یا بڑا ہو، اس آیت کی تفسیر جو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سمجھی ہے۔ ہم نے بھی وہی سمجھی ہے۔

اب میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ یہ بیان القرآن ہے یا گرنتھ ہے۔ بتاؤ! (اسی پر ٹائم ختم ہو گیا)

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): بات ہو رہی تھی ان انبیاء کرام علیہم السلام کی جو زمین میں دفن ہو چکے ہیں اور پڑھ رہے ہیں۔ حیات عیسیٰ علیہ السلام یہ کس اسٹیج سے بول رہے ہیں؟ اسی طرح پہلے کہہ رہے تھے کہ یہ بزرگوں کے اقوال پیش کر رہے ہیں اور انہوں نے آخر میں جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول پیش کیا ہے، آپ (صدر اشاعۃ) نے انہیں کیوں نہیں روکا کہ عبارات کا نمبر چوتھا ہے؟ تیسری بات یہ ہے کہ انہوں نے مشکوٰۃ کی حدیث میں جو کہا ہے کہ: ''آپ لوگ تو یہ سمجھتے ہیں کہ زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں نبی یہ کہتا ہوں۔'' یہ کس لفظ کا ترجمہ ہے؟

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): اوکاڑوی صاحب کا اعتراض ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا موضوع زیر بحث نہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے مناظر نے جو آیت پیش کی اس میں صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر نہیں بلکہ اس میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیم ذکر کی ہے جس میں بت بھی شامل ہیں اور اولیاء بھی شامل ہیں تو چونکہ فرشتے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بعض جنات پر اب تک موت نہیں آئی۔ اس لئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو مستثنیٰ کر دیا ہے اور اگر باقی انبیاء اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم زمینی قبروں میں زندہ ہوتے تو ان کا استثناء ضرور کرتے، جن کے استثناء کی ضرورت تھی ان کا استثناء کر دیا اور باقی سب اموات ''اموات غیر احیاء '' واضح الفاظ ہیں کہ مردے ہیں زندہ نہیں ہیں اور یہ زمانہ ہے موت سے لے کر قیامت تک کا۔ دوسری بات یہ ہے کہ بھائی (مولانا جمیل الرحمن عباسی) نے یہی بات کی ہے کہ آیت پڑھو اور معتبر مفسر سے اس کی تفسیر بیان کرو اور حضرت تھانوی معتبر ہیں۔

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): تو عبارات کا نمبر پہلے آگیا جو حضرت تھانوی کا قول پیش کیا؟

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): مولوی صاحب! یہ اقوال نہیں ملفوظات نہیں، قرآن کی تفسیر ہم نے پیش کی ہے۔ (حاضرین کو ہنسی آگئی کہ حیاتی تفسیر پیش کریں تو بزرگوں کی عبارت بن جاتی ہے اور خود پیش کریں تو تفسیر، جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے) کیا تفسیر مظہری انہوں نے نہیں پیش کی تھی؟

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): بس میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ انصاف ہونا چاہئے۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): تمہارے مناظر نے جو کہا کہ قبل بھی جسم ہوتا ہے اور زندہ بھی جسم ہے۔ اس پر اس نے کسی ایک مفسر کا بھی حوالہ پیش کیا ہے؟ بحث حیات انبیاء کی ہے۔ آیت تم حیات شہداء کی پڑھتے ہو، تم نے کہا کہ جواب نہیں دیتے۔ ہم نے اس وجہ سے مشکوٰۃ کی حدیث پڑھی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ شہداء کے جسم زندہ نہیں بلکہ شہداء کی روحیں زندہ ہیں۔ تبھی تو شہداء نے کہا کہ یا اللہ! روح واپس کر۔

مفتی محمد انور اوکاڑوی (سنی): آپ نے جو ابھی کہا ہے کہ: ''حضور ﷺ نے فرمایا شہداء کے جسم زندہ نہیں ہیں۔'' آپ مشکوٰۃ سے یہ الفاظ دکھا دیں میں ابھی اعلان کرتا ہوں کہ مناظرہ تم نے جیتا۔ ورنہ حضور ﷺ پر جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔

مفتی عبدالرحیم (معتزلی): روح کی واپسی کا مطالبہ شہداء نے کیوں کیا؟

مناظر قائلین حیات: اس کا جواب تو میں نے دینا ہے۔

حاضرین: ہاں! ٹھیک ہے، آپ کا ٹائم شروع ہو گیا ہے۔

تقریر نمبر ۳: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

مولوی صاحب میرے خیال میں تو اتنا موضوع بھول چکے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میں ان کو دوبار یاد دہانی کرا دوں کہ موضوع یہ ہے کہ انبیاء اپنی اپنی زمینی قبروں کے اندر زندہ ہیں یا نہیں وہ کہتے ہیں کہ موت ہے اور میں کہتا ہوں کہ زندہ ہیں۔ میں نے سب سے پہلے ان کی اپنی کتاب ندائے حق سے ان کو حوالہ دیا ہے۔ پھر میں نے دلالۃ النص کے ساتھ نبی علیہ السلام کی حیات کو ثابت کیا ہے اور پھر تفسیر مظہری سے ثابت کیا ہے کہ انہوں نے دلالۃ النص سے نبی کریم ﷺ کی حیات کو ثابت کیا ہے۔ مولوی صاحب نے جن شرائط پر دستخط کئے اس کے اندر یہی بات ہے کہ سب سے پہلے دلائل میں قرآن پاک ہوگا۔ پھر اس کے بعد دوسرے نمبر پر حدیث ہوگی۔ مگر یہ لکھا ہوا وہاں نہیں تھا کہ قرآن پاک کی تفسیر بھی سب سے پہلے حدیث کے ساتھ ہوگی۔ اگر بات ہے تفسیر کی تو قرآن پاک کی تفسیر سب سے پہلے قرآن پاک کے اندر دیکھی جاتی ہے۔ کیونکہ قرآن مجید کے اندر ایک جگہ پر ایک لفظ اجمال کے ساتھ ہوتا ہے۔ پھر دوسری جگہ تفصیل کے ساتھ آ جاتا ہے۔ اگر بات تھی تفسیر کی تو سب سے پہلے قرآن پاک کی تفسیر قرآن پاک کے ذریعہ کرتے۔ (اس موقع پر مفتی عبدالرحیم (معتزلی) بولنے لگے تو ملک نذیر (نگران مناظرہ) نے ڈانٹ دیا کہ درمیان میں نہ بولو تو کہنے لگے چلو) اور دوسری بات یہ ہے کہ اقوال وہ معتبر ہوں گے جو کہ مفسرین کے ہوں گے اور باقی جو حدیثیں ہیں وہ بھی ان شاء اللہ! مستقل عنوان سے پیش کروں گا اور وہ سب کچھ تمہارے سامنے کھل کر آ جائے گا۔ تیسری بات یہ ہے کہ مولوی صاحب نے جو حدیث پیش کی، اس سے پہلے تو انہوں نے کہا تھا کہ احادیث صحیحہ ہوں گی۔ اس کی تو انہوں نے سند ہی نہیں پڑھی اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث پڑھی اور یہ نہیں کہا حدیث کی کون سی کتاب ہے اور کون اس کا راوی ہے تاکہ ان کے راوی کے بارے میں معلومات کریں۔ آیا راوی ضعیف ہے یا راوی وضاع ہے۔ کیسا ہے؟ کیسا نہیں ہے۔ یہ بھی انہوں نے بیان نہیں کیا۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ حدیث میں آیا جملہ آیا ہے۔ ''فاطلع الیھم ربھم اطلاعۃ'' مولوی

صاحب یہ لفظ ہضم کر گئے۔ (اصل بات وہ تھی کہ مماتی مناظر نے "فاطلع" کا اعراب غلط پڑھا تھا۔ میں نے کہہ دیا کہ مولوی صاحب یہ عبارت ہضم کر گئے ہیں۔ یہ میری غلطی تھی اور میں نے اس پر معذرت بھی کر لی مگر فریق مخالف بار بار اصل موضوع سے فرار کا موقع تلاش کر رہا تھا۔ چنانچہ اس موقع پر بھی لفظ "موقف" کی بحث چھیڑ دی۔ ہمارے کسی ساتھ نے موقف (قاف کے فتحہ کے ساتھ) کا لفظ کہا تو مفتی عبدالرحمن نظامی "مماتی" نے کہا: "موقف" غلط (لام کی جزم کے ساتھ پڑھتے ہوئے) ہے۔ لفظ موقف ہوتا ہے۔ مولانا منیر احمد منور مدظلہ نے فرمایا: "آپ نے جو غلط پڑھا ہے وہ غلط ہے لفظ غلط (لام کے فتحہ کے ساتھ) ہوتا۔ غرض اس بے جا بحث میں خاصا وقت ضائع ہو گیا اور اس کی ذمہ داری درمیان میں بولنا والے مماتیوں پر عائد ہوتی ہے۔ اصل میں وہ بیچارے میری تقریر کے دوران صبر کر ہی نہیں سکتے تھے۔ جب کہ ان کی تقریر کے وقت ہمارے حضرات بالکل خاموش رہتے تھے۔ اس کی تائید فریق مخالف بھی کریں گے۔ ہاں! دیانت شرط ہے۔")

<u>مفتی امداداللہ انور (سنی)</u>: جب مناظرین گفتگو کر رہے ہوں اس وقت سب خاموش رہیں، بعد میں بولیں۔

<u>مناظر قائلین حیات</u>: میں نے گزارش کی تھی کہ مولوی صاحب نے جو موضوع لکھ کر دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی زمینی قبروں میں زندہ نہیں ہیں اور جو انہوں نے دلیل پیش کی ہے، وہ اگر آپ کو سمجھ میں آ گئی ہو تو وہ آپ مجھ کو بھی بتا دیں لیکن کہتا ہوں کہ انہوں نے اپنے موضوع پر کوئی دلیل نہیں دی۔ ان کا دعویٰ تو یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ نہیں ہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ شہداء اللہ تعالیٰ سے کہہ رہے ہیں۔ اے اللہ! ہماری روحیں دوبارہ ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔

مناسب یہ ہے کہ جب تک یہ اس حدیث کے راوی بیان نہ کریں میں بھی اس کے متعلق کوئی بحث نہ کروں اور دوسری بات یہ ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید کے ساتھ ہی کی جاتی ہے۔ میں نے بھی قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ کی ہے کہ "من" کس وجہ سے آیا قتل کون ہوا جسم ہوا یا روح ہوئی یا پھر میں نے یہ بیان کیا ہے کہ "احیاء" خبر ہے مبتداء "ھم" ہے اور وہ جسم ہیں۔ اللہ تعالیٰ واضح طور پر فرما رہے ہیں کہ جسم زندہ ہیں اور پھر اس کے بعد میں نے خود تمہاری کتاب ندائے حق سے بھی یہ بات ثابت کر دی ہے۔ اگر ہمت ہے تو اپنی کتاب کو رد کر کے دکھاؤ۔ محمد حسین نیلوی نے خود لکھ دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی حیات دلالۃ النص سے ثابت ہے۔ باقی جو آپ نے مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بیان القرآن کا حولہ دیا تو معارف القرآن کے اندر بیان القرآن کی یہ عبارت موجود ہے کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں یعنی دین کے واسطے قتل کئے جاتے ہیں۔ ان کی ایسی فضیلت ہے کہ ان کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ معمولی مردوں کی طرح مردے ہیں بلکہ وہ لوگ ایک ممتاز حیات کے ساتھ زندہ ہیں۔

اب میں ان کو ان کی اس بات کا جواب دیتا ہوں۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: "یا تو پہلے مردہ ہو چکے، جیسے پتھر یا فی الحال یعنی جن پر موت آ چکی یا فی المآل جیسے فرشتے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام وغیرہ فوت ہوں گے تو اس کے اندر صرف اتنا ہی ثابت ہوا کہ موت ہر ایک پر آنی ہے۔"

کیونکہ اس کے بعد آیت ہے: "الٰھکم الٰه واحد" کہ تمہارا خدا صرف ایک خدا ہے۔ کیونکہ خدا کہتے ہیں اس کو جس پر موت نہ آئے۔ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ باقی تم جتنا بھی ہو تمہارے اوپر موت آئے گی۔ جیسے پہلے انبیاء علیہم السلام کے اوپر اور شہداء پر آ چکی ہے یا ابھی آ جائے گی یا اس کے بعد پھر آ جائے گی۔

اس صورت میں ہم موت کے منکر تو نہیں ہیں، میں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کی موت کو ہم بھی مانتے ہیں اور یہ بھی مانتے ہو اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ بات آپ دوبارہ بھی سن لیں کہ اختلاف قبر والی زندگی میں ہے کہ قبر کے اندر بھی زندگی ہے یا نہیں۔ مولوی صاحب اس کے بارے میں کوئی حوالہ پیش کرے، کسی مفسر کا ایک قول پیش کرے۔ کسی صحابہ کا قول پیش کرے۔ کوئی حدیث پیش کرے۔ کوئی قرآن مجید کی آیت پیش کرے۔ میں کہتا ہوں ان شاء اللہ العزیز قیامت تک پیش نہیں کر سکتے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی زمینی قبروں کے اندر مردہ ہیں زندہ نہیں۔

اور میں نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ لکھا ہے کہ موت آئے گی اور موت کو ہم بھی مانتے ہیں یہ بھی مانتے ہیں۔ بات تو دراصل موت کے بعد کے بارے میں ہے اور اس سلسلہ میں مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب بھی سن لو۔ نشر الطیب ص ۱۸۳ میں لکھا ہے کہ: ''پس آپ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے۔ گو شہداء کے لئے حیات اور مرزوقیت ثابت ہے۔ مگر انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ان سے اکمل اور اقویٰ ہے۔''

مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے موت کا تذکرہ کیا ہے۔ موت تو ویسے بھی ہر ایک کو آنی ہے لیکن اس کے بعد مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ خود یہ لکھ رہے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ ہیں۔ فیصلہ اب تم خود کر لو۔ اب میں آپ کو اور حوالے دیتا ہوں اس آیت پر جو آیت میں نے پیش کی ہے۔ اس آیت کے متعلق شرح بخاری فتح الباری (ج ٦ ص ۴۸۸) ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: ''کون الشھداء احیاء بنص القرآن والانبیاء افضل من الشھداء'' کہتے ہیں کہ شہداء کی جو زندگی ہے یہ قرآن سے ثابت ہے اور شہداء سے انبیاء علیہم السلام افضل ہیں۔ لہٰذا انبیاء علیہم السلام کی حیات بطریق اولیٰ ثابت ہے۔ جیسے والدین کے متعلق قرآن مجید میں ہے کہ ان کو اف نہ کہو تو ان کو مارنا بطریق اولیٰ حرام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ شہداء کو مردہ نہ کہو۔ ایسے ہی شارح بخاری کہتے ہیں کہ شہداء کی حیات سے انبیاء کی حیات کیونکر اولیٰ ہے تو انبیاء کرام علیہم السلام بطریق اولیٰ زندہ ہیں اور مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر کہہ دیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگی شہداء کی زندگی سے افضل ہے۔ لہٰذا وہ زندہ ہیں اور مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی واضح کہہ دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ ہیں۔

تقریر نمبر ۳: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

''والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً صدق اللہ''

مولوی جمیل نے دلیل پیش کی تھی: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون'' اور میں نے مولوی صاحب سے مطالبہ کیا تھا کہ اس آیت کی وہ تفسیر اور وہ تشریح کرو جو تفسیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور جس تفسیر کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نقل کیا ہے تم وہ تفسیر پیش کرو۔ لیکن مولوی صاحب نے اب تک وہ تفسیر پیش نہیں کی بلکہ انہوں نے اپنی طرف سے اس آیت کی تفسیر کرنی شروع کر دی کہ قتل چونکہ جسم ہوا

لہٰذا زندہ بھی جسم ہے۔ حالانکہ مولوی صاحب یہ بات پہلے کہہ چکے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت میں وہ تفسیر پیش کی جائے جو حضور اکرم ﷺ سے ثابت ہے۔ وہ تفسیر پیش کی جائے گی جو سلف صالحین نے کی ہے۔ لیکن مولوی صاحب صرف زبان سے تو کہہ دیتے ہیں مگر اس پر عمل نہیں کرتے۔ میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ: ''من'' سے مراد یہاں پر کون ہے؟ کیا یہ جسم بغیر روح کے ''من'' ہے اور یہاں پر ''من'' اصل میں روح ہے۔ کیونکہ بغیر روح کے انسان کا یہ جسم غیر ذوی العقول میں شامل ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ''اذا بعثر ما فی القبور'' تو یہاں پر مفسرین ایک سوال ذکر کرتے ہیں کہ انسان تو ذی العقول میں سے ہے اور لفظ ما غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے تو یہاں لفظ ما کیوں استعمال کیا گیا تو مفسرین اس کا جواب دیتے ہیں کہ قبر میں انسان کا جسم بغیر روح کے ہے۔ اس لئے لفظ ما استعمال کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ''من'' اصل میں روح ہے۔ لہٰذا زندہ بھی روح ہے جسم نہیں۔ جیسا کہ میں حضور اکرم ﷺ کی تفسیر سے بیان کر دیا ہے۔[1]

اب میرے پاس تفسیر روح المعانی ہے جس کی ج ۸ ص ۱۲۰ ہے۔ حوالہ نوٹ کرلو: ''وجواز ان یکون المراد من المخبر عنه لما ذکر مایتناول جمیع معبوداتهم من ذوی العقول وغیرهم فیرتکب فی اموات عموم المجاز لیشمل ما کان لهم حیات ثم مات کعزیر اوسیموت کعیسیٰ والملائکة علیهما الصلوٰة والسلام''

میں ان سے پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت عزیر علیہ السلام نبی نہیں ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی نہیں ہیں۔ میں حیران ہوں کہ پھر بھی کہتے ہیں اور طرح طرح کی رٹ لگاتے ہیں کہ ان کا دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔ سنو تفسیر روح المعانی کے مفسر لکھتے ہیں کہ: ''جو لوگ وفات پا چکے ہیں وہ سب ''اموات'' مردہ ہیں۔ ''غیر احیاء'' زندہ نہیں ہیں۔''

اب قرآن مجید کے مقابلہ میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ دنیا میں زندہ ہے مردہ نہیں ہے۔ کیا یہ قران مجید کی مخالفت نہیں ہے۔ دوبارہ سنو! قرآن کہتا ہے: ''اموات'' جن پر موت آچکی ہے وہ سب مردہ ہیں۔ ''غیر احیاء'' زندہ نہیں ہیں۔ اس کے برعکس، میں مولوی صاحب سے مطالبہ کرتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ صرف ایک نص قطعی پیش کرو، جس میں یہ ہو کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں۔

مولوی صاحب تیرا دعویٰ یہ ہے اور تو بھاگتا ہے مطلق حیات کی طرف۔ ارے مطلق حیات کا میں بھی قائل ہوں اور میری جماعت جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنہ بھی قائل ہے۔ مطلق حیات میں کوئی اختلاف نہیں۔ اختلاف ہے زمینی قبر میں زندگی کا اگر جرأت ہے تو ثابت کر۔ مولوی صاحب نے مطالبہ کیا تھا مجھ سے سند پڑھنے کا تو اب میں

---

[1] بحث انبیاء علیہم السلام کی حیات کے متعلق ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام کو غیر ذوی العقول کہنا بہت بڑی گستاخی ہے۔ پھر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے متعلق آیا ہے: ''والسماء ومابنها والارض وما طحٰها ونفس وما سوّٰها (الشمس)'' یہاں تین جگہ اللہ تعالیٰ کے لئے ''ما'' کا لفظ استعمال ہوا ہے تو کیا مماتی حضرات اللہ تعالیٰ پر غیر ذوی العقول ہونے کا فتویٰ لگائیں گے؟ (نعوذ باللہ) قرآن مجید کا ایک اور مقام بھی ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''فانکحوا ماطاب لکم من النساء'' اس جگہ جن عورتوں کے ساتھ نکاح کرنے کا پروگرام ہوا، ان کے لئے ''ما'' کا لفظ استعمال کیا گیا ہے تو کیا دنیائے مماتیت کا اسی پر عمل ہے کہ روح نکل جانے کے بعد نکاح کرتے ہیں؟ ''فاعتبروا یا اولی الابصار'' ایک دلچسپ جواب اصل مناظرہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ باقی رہی بات ''واذا بعثر ما فی القبور'' کی تو اس سلسلہ میں مولوی صاحب صرف تفسیر کبیر کے اس مقام کا بھی مطالعہ کر لیتے تو ان کی غلط فہمی کا ازالہ ہو جاتا۔

حدیث کی سند پیش کر رہا ہوں۔ یہ میرے پاس صحیح مسلم ہے۔ حدیث کی کتابوں میں پہلا درجہ صحیح بخاری کا ہے اور دوسرا درجہ صحیح مسلم کا ہے۔ سنو سند[1]: ''حدثنا یحییٰ بن یحییٰ وابوبکر ابن ابی شیبة کلاھما عن ابی معاویة وقال اسحٰق بن ابراھیم قال اخبرنا جریر وعیسٰی بن یونس جمیعاً عن الاعمش وقال حدثنا محمد بن عبداللہ بن نمیر واللفظ له قال حدثنا اسباط وابومعاویة قالا ھدثنا الاعمش عن عبداللہ بن مرة عن مسروق قال سالنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ عن ھذہ الآیة ولا تحسبن الذین قتلوا (الآیة)'' (صحیح مسلم شریف ج ۲ ص ۱۳۵)

اب میں نے مولوی صاحب کا مطالبہ پورا کر دیا ہے اور حدیث کی سند پیش کر دی ہے۔ اگر مولوی صاحب میں جرأت اور طاقت ہے تو اس سند پر ذرا جرح کر کے دکھائیں۔ میں دیکھتا ہوں کیسے جرح کرتا ہے؟ اب جس طرح میں نے اس آیت کی تفسیر حضور اکرم ﷺ کی حدیث شریف سے پیش کر دی ہے۔ اس کے بعد میں نے قرآن مجید کی یہ آیت پیش کی ہے: ''والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: ''سلامتی ہو میرے اوپر اس دن جس دن میں پیدا ہوا اور اس دن جس دن میں مروں گا اور اس دن جس دن میں اٹھایا جاؤں گا زندہ کر کے۔''

یہ میرے پاس تفسیر قرطبی ہے جس کی (ج ۱۱ ص ۱۰۵) علامہ قرطبی رحمہ اللہ[2] لکھتے ہیں: ''یوم ولدت یعنی فی الدنیا ویوم اموت یعنی فی القبر'' کہ میں قبر میں مردہ ہوں گا۔ ''ویوم بعث حیاً یعنی فی الآخرة'' کہ میں آخرت میں زندہ ہو کر اٹھوں گا اور اس کے بعد آگے لکھتے ہیں: ''لان له احوال ثلثة'' اس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے لئے تین حالات ہیں۔ ''فی الدنیا حیاً'' یعنی دنیا میں زندہ ''وفی القبر میتاً'' یعنی قبر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام میت ہوں گے۔ مولوی صاحب لگاؤ فتویٰ تفسیر قرطبی کے مصنف علامہ قرطبی رحمہ اللہ پر۔

اب ذرا لگاؤ نا فتویٰ۔ آگے عبارت ہے: ''وفی الآخرة مبعوثا'' کہ میں آخرت میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا اور قبر میں میت ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔ میرے پاس بیان القرآن ہے۔ یہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی تفسیر ہے۔ یہ لکھتے ہیں: ''اور مجھ پر اللہ کی جانب سے سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز میں

---

1 حدیث کی سند پڑھنے پر میں نے اس لئے زور دیا تھا کہ اس روایت میں حضرت ابو معاویہ رحمہ اللہ اور حضرت اعمش بھی ہیں اور جب ہم ابوالشیخ کی روایت: ''من صلی عند قبری سمعته ومن صلی علی من بعیدا علمته'' (جلاء الافہام ص ۱۹) یعنی جو شخص میری قبر کے پاس درود پڑھے میں خود سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھے مجھے مطلع کیا جاتا ہے۔ اس سند میں بھی وہی ابو معاویہ اور اعمش ہیں۔ مگر یہاں آ کر انہیں یہ راوی چبھنے لگتے ہیں اور انہی رواۃ کی وجہ سے ان کے نیلوی صاحب نے سبز پرندوں والی روایت کو مستند ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ آگے جا کر ہم نے کیونکہ ابوالشیخ کی روایت کی پیش کرنا تھی۔ اس لئے اس کے رواۃ کی توثیق فریق مخالف کے منہ سے سننے کا پروگرام بنالیا۔ تاہم اصل مناظرہ میں یہ روایت پیش کرنے کا موقع مجھے نہیں مل سکا۔

2 علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرطبی (م ۶۷۱ھ) فرماتے ہیں: ''ان عذاب القبر ونعیمه حق کما صرحت به الاحادیث الصحیحه'' (مختصر تذکرہ القرطبی بحوالہ مقام حیات) یعنی عذاب قبر اور نعیم قبر برحق ہیں۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ نے اس کی تصریح کی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ عام انسانوں اور جنات کی آنکھوں کو اور ان کے کانوں کو عذاب قبر اور نعیم قبر سے روکے رکھتے ہیں (کہ وہ اسے دیکھ نہیں پاتے)

مروں گا کہ وہ زمانہ قرب قیامت کا بعد نزول "من السماء" کا ہوگا اور جس روز میں قیامت میں زندہ کر کے اٹھایا جاؤں گا۔ مولوی صاحب اب بتاؤ اگر قبر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے سے بھی زندہ ہوں اور نمازیں پڑھتے ہوں تو پھر قیامت کے دن زندہ کرنے کا کیا مطلب ہے؟ کیا زندہ کو زندہ کیا جاتا ہے، زندہ کو تو زندہ نہیں کیا جاتا۔ اب لگاؤ فتویٰ حضرت تھانوی رحمہ اللہ پر کہ انہوں نے قرآن مقدس کی تفسیر غلط کی ہے اور اگر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ نے قرآن مقدس کی تفسیر صحیح کی ہے اور ہم کہتے ہیں کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے یقیناً قرآن مقدس کی تفسیر صحیح کی ہے۔ لہٰذا جو [illegible] برین علماء دیوبند کا ہے وہ عقیدہ مان لو اور علماء دیوبند کو بدنام مت کرو۔"

تقریر نمبر ۴: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ امابعد!

ہمارا موضوع تو یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں یا نہیں اور مولوی صاحب دلیل دے رہے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مردہ یا زندہ ہونے کی۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے نبی نہیں ہیں۔

مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ (سنی): اگر یہ لوگ چپ نہیں رہ سکتے تو انہیں باہر نکال دو۔

مناظر قائلین حیات: حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں اور ان کے متعلق یہ کہنا "ویوم اموت فی القبر" کہ میں مروں گا قبر میں مجھے بتاؤ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام قبر میں جا کر مریں گے۔

محترم! پہلے وہ یہاں مریں گے اس کے بعد قبر میں وہ پہنچیں گے۔

اور پھر وہاں ان کو زندگی ملے گی اور جب کہ تمہارا اور ہمارا جو اختلاف ہے وہ قبر کی حیات کے متعلق ہے۔

دنیا کی حیات کو تو ہم بھی مانتے ہیں اور تم بھی مانتے ہو۔ اختلاف تو صرف قبر والی موت وحیات میں ہے۔

اور دوسری بات جو آپ نے مشکوٰۃ شریف کی حدیث پڑھی اس کا جواب بھی سن لو۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ شہداء سے پوچھیں گے کہ تم کیا چاہتے ہو اور آگے شہداء کہیں گے کہ اے اللہ! ہماری روحیں ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔

اس لفظ پر غور کرو کہ شہداء کہیں گے کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دو۔ کیا یہ سوال روح کر رہی ہے کہ یا اللہ! ہمیں ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے یا جسم سوال کر رہے ہیں کہ یا اللہ! ہماری روح ہماری طرف لوٹا دے۔ اگر تم کہتے ہو کہ زندہ روح ہے اور سوال بھی روح کر رہی ہے تو پھر سوال روح کو اس طرح کرنا چاہئے تھا کہ اے اللہ! ہم کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔ لیکن سوال تو یہ ہو رہا ہے کہ اے اللہ! ہماری روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے اور یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہداء اللہ تعالیٰ سے فرمائیں گے کہ اے اللہ! ہماری روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سوال جسم کر رہے ہیں، روح نہیں کر رہی۔ کیونکہ اگر سوال روح کرتی تو وہ یوں کہتے کہ اے اللہ! ہم کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔ جب روح سوال نہیں کر رہی بلکہ سوال جسم کر رہے ہیں تو اب مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں اب جو جسم سوال کر رہا ہے یہ کامل روح کا سوال کر رہا ہے یا صرف تعلق کا سوال کر رہا ہے اور اگر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ کامل روح کا سوال

کر رہا ہے تو اس کے ہم بھی قائل ہیں۔ ہم بھی تو صرف یہی کہتے ہیں کہ ارواح کا صرف تعلق ہے جسم کے ساتھ۔

اگر مولوی صاحب کہتے ہیں کہ تعلق کا سوال کر رہا ہے کہ اے اللہ! ہماری روحوں کو ہمارے جسموں کی طرف لوٹا دے۔ یعنی تعلق قائم کر دے تو پھر تو اس بات کو خود مولوی صاحب بھی مانتے ہیں کہ تعلق کے ساتھ جہاد نہیں ہوسکتا اور آگے شہداء خود واضح طور پر یہ کہتے ہیں کہ ہم دنیا میں جا کر پھر جہاد کریں۔ کیا دنیا میں جہاد کامل روح کے ساتھ ہوتا ہے یا صرف تعلق کے ساتھ ہوتا ہے؟ یہ جہاد تو کامل روح کے ساتھ ہوتا ہے۔ جیسا کہ پہلے دنیا میں موجود تھا اور اس کے بعد آگے تو جہ کرو کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات جو میں نے قرآن کی دلالۃ النص کے ساتھ ثابت کی تھی، اب اس کو تم عمدۃ القاری کے حوالہ سے معلوم کرلو۔

عمدۃ القاری (ج۱۶ ص ۳۵) یہ شرح بخاری ہے: ''ان الانبیاء افضل من الشھداء والشھداء احیاء عند ربھم فالانبیاء بالطریق الاولیٰ'' جب انبیاء کرام افضل ہیں، شہداء سے اور شہداء اپنے رب کے پاس زندہ ہیں تو انبیاء بطریق اولیٰ زندہ ہیں۔ سب سے پہلے میں نے تمہاری کتاب ندائے حق سے یہ ثابت کیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات دلالۃ النص سے ثابت اور دلالۃ النص قطعی ہوتی ہے اور خود میں نے قرآن مجید کے الفاظ سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ: ''من'' یہ کس چیز پر دلالت کرتا ہے اور اب لطیفہ کی بات سنو کہ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ''من'' یہ آیا ہوا ہے ذوی العقول کے لئے یعنی ''من'' بولا جاتا ہے عقلمند کے لئے۔ ''من'' تب بولا جاتا ہے جب روح اور جسم اکٹھے ہوں۔ قرآن مجید میں آیا ہوا ہے؟ ''وما انت بمسمع من فی القبور'' کہ تم ان کو نہیں سنا سکتے جو کہ ''من فی القبور'' کہ قبروں میں ہے۔ معلوم ہوا قبروں میں عام مردوں کو بھی روح اور جسم اکٹھا دیا گیا ہے تو مولوی صاحب نے مان لیا کہ عام مردے بھی روح مع الجسد زندہ ہیں۔ دشمنی پتہ نہیں انبیاء کے ساتھ کیوں ہے۔

آگے دیکھو نسیم الریاض (ج ۳ ص ۴۹۹) ''وقد ثبت بالاحادیث الصحیحۃ انہ ﷺ وسائر الانبیاء احیاء حیاۃً حقیقۃً کالشھداء ثم استمرت فی جسدہ'' یعنی تحقیق یہ بات صحیح احادیث کے ساتھ ثابت ہو چکی ہے کہ حضور ﷺ اور بقیہ انبیاء علیہم السلام شہداء کی طرح زندہ ہیں اور یہ حیات حقیقی ہے...... الخ! اور یاد رکھو کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور یہ حیات حقیقی ہے اور مولوی صاحب کہتے ہیں کہ صرف روح کو حیات ہے۔ حیات حقیقی ہے جیسے شہداء کو حاصل ہے۔ یہ حیات جسم کو دواماً حاصل رہتی ہے اور شہداء کے بارے میں واضح کہہ چکا ہوں کہ جسموں کے ساتھ روح کا تعلق ہے اور حیات بھی جسموں کے ساتھ ہے۔ ''ھم احیاء'' کا لفظ دلالت کرتا ہے اور ''لمن یقتل'' کا لفظ دلالت کرتا ہے۔ خود یہ بات بھی دلالت کرتی ہے کہ قتل کون ہوا؟ اب نسیم الریاض سے بھی ثابت ہو گیا۔ مولوی صاحب! آپ کہاں تک ہمارے حوالوں کو رد کرو گے اور یہ کتاب نسیم الریاض آپ کو معلوم ہے کہ یہ کتاب کس کی ہے؟ قاضی عیاض کی کتاب الشفاء کی شرح ہے۔ جس میں امام شہاب الدین خفاجی نے واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو حیات ہے۔ کیونکہ جب شہداء کو حیات ہے تو انبیاء کی حیات بطریق اولیٰ ثابت ہے۔ یہ تھا نسیم الریاض کا حوالہ۔

اب اور حوالے دیکھو (فتح الملہم ج ۲ ص ۳۸۶) ''الانبیاء افضل من الشھداء والشھداء احیاء عند ربھم فکذالک الانبیاء'' جب شہداء کی حیات قرآن کے اندر آ گئی ہے تو انبیاء علیہم السلام جو کہ ان سے افضل ہیں تو ان کی حیات بطریق اولیٰ ثابت ہے اور شہداء کی حیات فی الجسد ہے اور روح کا تعلق اسی جسم کے ساتھ ہے۔

قتل بھی جسم ہوا، خون بھی اسی جسم کا بہا تو زندگی بھی جسم کو ملی ہے۔ ہم احیاء سے ثابت ہے جو کہ قرآن مجید کی آیت ہے اور ''لمن یقتل'' جو قتل ہو چکے ہیں وہ بھی شہداء کے جسم ہیں۔ یہ کہتے ہیں جسم کی حیات ثابت نہیں کر رہا۔ اس میں میں (مزید) حوالہ دے رہا ہوں۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ (ج ۳ ص......) ''علی مجموع الروح والجسد'' کہ حیات کا تعلق روح اور جسم دونوں کے ساتھ ہے۔

تقریر نمبر ۴: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

''والذی یمیتنی ثم یحیین'' (القرآن)

مولوی صاحب نے ابھی ایک حوالہ پیش کیا ہے۔ مرقاۃ کا جس کو لکھنے والے ہیں، حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور میرے پاس یہ کتاب راہ سنت ہے جو کہ مولانا محمد سرفراز صاحب کی لکھی ہوئی ہے۔ جس میں ملا علی قاری کے بارے میں یہ لکھتے ہیں: ''لیکن یہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا وہم ہے۔'' (ص ۲۴۰)

اور پھر آگے لکھتے ہیں کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا وہم کوئی نئی چیز نہیں ہے۔ یہ تمہاری کتاب ہے اور تمہارے بزرگوں نے لکھی ہے۔

اے ہماری کتابیں نہیں پڑھتے ہو تو نہ پڑھو کم از کم اپنے مولویوں کی کتابیں تو پڑھو۔ دوسری بات یہ کہ جس طرح میں نے: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات'' اور ''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً'' کی تفسیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے پیش کر دی ہے تو مولوی صاحب کی بھی ذمہ داری تھی کہ اس کو تسلیم کرتے یا اس کے مقابلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے آیتوں کی تفسیر پیش کرتے ہیں۔ لیکن مولوی صاحب سنو کہ حدیث کے مقابلہ میں کسی مولوی کا قول حجت نہیں بن سکتا۔ کیا نبی کا قول غلط ہے یا مولوی کی بات غلط ہے۔ یقیناً کہنا پڑے گا کہ نبی کا قول صحیح ہے اور مولوی کی بات غلط ہے۔

اور پھر بار بار مولوی صاحب اپنی اس بات پر بضد ہیں کہ اس آیت سے حیات جسمانی ثابت ہو رہی ہے۔ محترم مولوی صاحب! ایک بت وہ ہے جو تو سمجھتا ہے اور ایک بات وہ ہے جو میں سمجھتا ہوں اور دوسری بات وہ ہے جو سلف صالحین سمجھتے ہیں اور بزرگ حضرات سمجھتے ہیں اور مفسرین سمجھتے ہیں۔ میرے ہاتھ میں یہ تفسیر بیضاوی ہے جس کا (ص ۱۱۷) ہے۔ قاضی بیضاوی اس میں لکھتے ہیں: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات ای هم اموات بل احیاء اے بل هم احیاء ولکن لا تشعرون'' کہ تمہیں ان کے حال کے بارے میں کوئی شعور نہیں لیکن مولوی صاحب کہتے ہیں کہ وہ زمینی قبروں میں زندہ ہیں اور قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے آگے لکھتے ہیں: ''وهو تنبیه علی ان حیوتهم لیست بالجسد'' کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس آیت کے ذریعہ خبردار کرنا چاہتے ہیں کہ ان کی یعنی شہداء کی زندگی اس عنصری جسم کے ساتھ نہیں ہے۔

ل کسی مضبوط دلیل سے مولوی صاحب کو یہ ثابت کرنا چاہئے تھا کہ اس موقع پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کو وہم ہوا ہے۔ اگر ملا علی قاری کی یہ بات وہم پر مبنی ہے تو پھر چودہ سو سال کے فقہاء ومحدثین کو وہمی قرار دینا پڑے گا۔ سو نعوذ باللہ من ذالک!

اگر جسد کا معنی جسم نہیں تو مولوی صاحب اس کا کوئی دوسرا معنی کر کے دکھائے۔ لہٰذا میں مولوی صاحب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ اس کے برعکس قرآن مجید سے کوئی ایک آیت پیش کرو جس میں یہ ہو کہ جن انبیاء کرام علیہم السلام پر موت آچکی ہے وہ اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں؟

میں نے مولوی صاحب کو چیلنج کیا تھا کہ حضرت نیلوی شاہ صاحب کی کتاب "ندائے حق" سے دکھاؤ کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی زمینی قبروں میں زندہ ہیں لیکن مولوی صاحب "ندائے حق" سے یہ حوالہ پیش نہیں کر سکا اور باقی رہی بات مطلق حیات کی تو سن لو! ہم حضور اکرم ﷺ کی زندگی کے منکر نہیں ہیں۔ ہم تو حضور اکرم ﷺ کو جنت الفردوس اور رفیق اعلیٰ میں زندہ مانتے ہیں اور حضور اکرم ﷺ کا جسم مبارک قبر مبارک میں محفوظ ہے، منور ہے، معطر ہے، اکمل ہے، اجمل ہے، انور ہے، اجدر ہے، افضل ہے۔ جس طرح مولوی صاحب "ندائے حق" کا حوالہ پیش نہیں کر سکا اور اسی طرح قرآن مجید کی آیت: "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات" کی تفسیر جو نبی کریم ﷺ نے فرمادی ہے۔ پیش نہیں کر سکا اور نہ ہی کسی صحابی کے قول کو پیش کر سکا۔

اور یہ میرے پاس تفسیر خازن ہے: "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات" کی تفسیر کے بارے میں صاحب تفسیر خازن لکھتے ہیں: "قلت معناہ لاتقولوا اموات بمنزلۃ غیرھم من الاموات" کہ شہداء کو اس طرح مردہ نہ کہو جس طرح عام مردوں کہتے ہو۔ لیکن میت ہیں مردہ ہیں۔ "بل ھم احیاء" بلکہ وہ زندہ ہیں اور یہ زندگی عنصری جسم والی نہیں ہے بلکہ روحانی زندگی ہے۔

فرماتے ہیں: "تصل ارواحھم الی الجنان کما وردان الشھداء فی ھواصل طیر خضر" یعنی پہنچ جاتی ہیں ان کی ارواح جنتوں میں نہ کہ زمینی قبروں میں ارے جنت الفردوس کہاں ہے؟ کیا جنت الفردوس "ھتھیجی" کے قبرستان میں ہے؟ کیا وہ "ان الشھداء فی حواصل طیر خضر تسرح فی الجنۃ فھم احیاء من ھذہ الجنۃ" یعنی شہداء روحانی اعتبار سے زندہ ہیں۔ ان کی زندگی روحانی ہے اور وہ جنت الفردوس میں زندہ ہیں[1]۔

اور میں نے قرآن مجید کی ایک اور آیت پیش کی تھی: "والذی یمیتنی ثم یحیین" حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے موت دیں گے۔ "ثم یحیین" پھر مجھے زندہ کریں گے لیکن یہ بات دیکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام زندہ کب ہوں گے۔ اس بارے میں میرے پاس تفسیر بیضاوی ہے جس کا (ج ۲ ص ۲۱۰) ہے۔

---

[1] جسم کے روح کے ساتھ تعلق کے سلسلہ میں اصل مناظرہ میں بھی آپ حوالے ملاحظہ فرمائیں گے۔ اس موقع پر بھی دو حوالے ملاحظہ ہوں۔ (۱) ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ شریف (ج ۴ ص ۲۰) پر مومنین کی ارواح کے متعلق لکھتے ہیں: "وتسرح فی الجنۃ حیث تشاء وتاوی الی قنادیل تحت العرش ولہ تعلق بجسدہ ایضاً تعلقاً کلیا بحیث یقراء القرآن فی قبرہ" یعنی مومنین کی روحیں باوجودیکہ جنت میں مکین ہیں مگر ان کا جسم کے ساتھ قبر میں مکمل تعلق ہے۔ یہاں تک کہ اس تعلق کی بنیاد پر قبر میں بے جسم قرآن کی تلاوت بھی کرتے ہیں۔ (۲) بیہقی وقت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں: "ان مقر ارواح المومنین فی علیین اوفی السماء السابعۃ ونحو ذالک ومقر ارواح الکفار فی سجین ومع ذالک لکل روح منھا اتصال بجسدہ فی قبرہ" (تفسیر مظہری ج ۱۰ ص ۱۲۴) یعنی مومنوں کی ارواح کا مستقر علیین یا ساتواں آسمان یا اس کی مانند کوئی اور جگہ ہے اور کفار کی ارواح کا ٹھکانا سجین ہے۔ مگر اس کے باوجود روح کا جسم کے ساتھ قبر میں تعلق ہے۔

یہ لکھتے ہیں: ''فی الآخرۃ'' یعنی آخرت میں زندہ کریں گے اگر قبر میں اب بھی زندہ ہیں تو پھر قیامت کے دن زندہ کرنے کا کیا مطلب[۱]؟

اور یہ میرے پاس تفسیر معارف القرآن ہے اور یہ علامہ محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ اس میں یہ لکھا ہوا ہے: ''پھر قیامت کے دن مجھ کو زندہ کرے گا۔''

اب مولوی صاحب! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ علامہ ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کیا کہتے ہو کہ وہ دیوبندی ہیں یا نہیں۔ ہمارے بارے میں تو کہتے ہو کہ یہ دیوبندی نہیں ہیں۔ اب ذرا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی کہہ کر تو دیکھو کہ وہ دیوبندی نہیں تھا۔ کیسا مزہ اور لطف آتا ہے۔ کیا علامہ ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ محرف ہیں یا مفسر ہیں۔ لگاؤ فتویٰ علامہ ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ پر کہ یہ محرف ہیں اور اگر تم مانتے ہو کہ یہ مفسر ہیں تو پھر ان کی بات تسلیم کرو اور عقیدہ قرآن کے مطابق بنالو اور یہ ہمارے بزرگ ہیں اور ہم حقیقی دیوبندی ہیں اور ان شاء اللہ! جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ والے قیامت تک حقیقی دیوبندی رہیں گے۔ ورنہ تو کہہ کہ علامہ محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ دیوبندی نہیں تھے بلکہ دیوبندیت سے خارج تھے[۲]۔

کیونکہ ''ثم یحیین'' کا معنی کر رہے ہیں۔ پھر قیامت کے دن مجھ کو زندہ کرے گا اس کے بعد میرے پاس تفسیر خازن ہے جس کی جلد تیسری ہے۔ صاحب تفسیر خازن ''والذی یمیتنی ثم یحیین'' کے تحت لکھتے ہیں: ''اے یمیتنی فی الدنیا'' یعنی دنیا میں اللہ تعالیٰ مجھے موت دیں گے۔ ''ثم یحیینی فی الآخرۃ'' پھر قیامت کے دن مجھے اللہ تعالیٰ زندہ کرے گا۔

ارے بھائیو! اگر قبر کے اندر اس عنصری جسم کے ساتھ اب بھی زندہ ہیں تو پھر دوبارہ زندہ کرنے کا کیا مطلب؟ اس کے بعد میرے پاس تفسیر بیان القرآن ہے۔ یہ لکھتے ہیں کہ: ''پھر قیامت کے روز مجھ کو زندہ کرے گا۔''

اب میں پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بھی دیوبندی نہیں تھے؟ کیا ان کو قرآن مجید سمجھ نہیں آیا۔

جمعیۃ اشاعۃ التوحید والسنۃ کا میں ادنیٰ سا کارکن اعلان کر کے کہتا ہوں کہ علماء دیوبند حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے وارث ہیں۔ ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' یعنی علماء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے وارث ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کی خدمت کی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی خدمت کی اور شریعت کی خدمت کی ہے۔ لہٰذا مولوی صاحب ضد چھوڑ دو، اور ہٹ دھرمی چھوڑ دو جہاں حق بات آجائے سر جھکا دو۔ حق بات مان لو! اور پارٹی چھوڑ دو۔

---

۱ قیامت کے دن روح لوٹنے کا مطلب میری تقریر میں موجود ہے کہ قیامت کے دن کامل روح کا اعادہ ہوگا۔ جب کہ قبر میں ''نوع من الحیات'' ہے۔

۲ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے درج ذیل تحریر پر دستخط ثبت ہیں کہ: ''حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس پر جو درود پڑھا جائے بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے۔ اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔'' (مقام حیات ص ۷۰۷)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسك التی قضی علیھا الموت'' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں دو مرتبہ انسان کی روح نکالتا ہوں۔ ایک وقت جب انسان کو نیند آتی ہے اور دوسرا اس وقت جب انسان کو موت آتی ہے، لیکن جب میں روح نکالتا ہوں نیند کی حالت میں تو ''من بعض الوجوہ'' یعنی بعض وجوہ سے روح نکال لیتا ہوں اور لیکن جب موت آتی ہے تو ''من کل الوجوہ'' روح نکال لیتا ہوں۔ یعنی جب موت آتی ہے تو ہر قسم کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔

اور ہم مشاہدہ بھی یہی کرتے ہیں۔ قرآن مجید کہتا ہے: ''فاعتبروا یا اولی الابصار ان فی ذالك لأیات لقوم یعقلون'' یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے عقل والو! جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اس کو سمجھو اور عبرت حاصل کرو۔

یہ میرے پاس تفسیر معارف القرآن ہے جس کے مصنف مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہیں جس کی (ج ۷ ص ۵۶۲) ہے۔ لکھتے ہیں اور تفسیر مظہری میں بھی ہے کہ قبض روح کا معنی اس کا تعلق بدن انسانی سے قطع کر دینے کے ہیں۔ کبھی ظاہراً اور کبھی باطناً بالکل منقطع ہو جاتا ہے۔ (اس جگہ ٹائم ختم ہو گیا)

مفتی محمد جاجروی (مماتی): اس (مولانا جمیل الرحمن عباسی) نے جو آیت: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات'' پڑھی تھی۔ ہمارے مناظر نے اس آیت کی تفسیر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک اور جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پیش کر دی ہے اور اس کے بعد ہمارے مناظر نے قرآن مجید کی بہت سی آیات پڑھی ہیں: ''والذی یمیتنی ثم یحیین'' پڑھی اور اس آیت کی تفسیر میں عربی تفاسیر پیش کیں اور قرآن مجید کی ''اللہ یتوفی الانفس حین موتھا'' والی آیت پیش کی اور اس کی تفسیر اور تشریح حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب جو سابق جسٹس شرعی عدالت حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب کے والد تھے ان سے نقل کیں اور پیش کی ہیں۔

اور شرائط مناظرہ میں پہلے یہ تحریر کیا گیا تھا کہ سب سے پہلے قرآن مجید کی آیات پیش کی جائیں گی اور پھر اس کے بعد احادیث صحیحہ اور پھر اجماع اور پھر اس کے بعد عبارات کا نمبر آئے گا اور یہ چوتھا نمبر اور وہ بھی تائید میں پیش کی جائیں گی۔ لیکن ان کا حال یہ ہے کہ یہ لوگ سب عبارات پیش کر رہے ہیں۔ کوئی عبارت کسی کی اور کوئی عبارت کسی کی۔

یہ لوگ اصول سے منحرف ہو رہے ہیں۔ میں نے آپ کو ثالث ہونے کی حیثیت سے عرض یہ کرنا ہے کہ ہمارے صدر مناظر صاحب کو تو آپ بولنے نہیں دیتے اور ایک طرف ایک آدمی نے قرآن مجید کی ایک آیت ہی پیش نہیں کی جو اس کے عقیدہ کو ثابت کرے اور دوسری طرف سے دوسرے آدمی نے قرآن مجید کی کافی ساری آیات پیش کی ہیں اور اس پر مستقل تفاسیر کے حوالہ جات پیش کئے ہیں۔

آپ کم از کم ان کو یہ تو کہیں کہ یہ لوگ اپنے موضوع سے منحرف نہ ہوں۔ یہ لوگ صرف عبارتیں پیش کر رہے ہیں اور ہمارے مناظر قرآن مجید کی آیات و تفاسیر پیش کر رہے ہیں اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ان کے اور ہمارے مسلم بزرگ ہیں۔ انہوں نے قرآن مجید کی جو تفسیر کی ہے، ہم بھی وہی تفسیر پیش کر رہے ہیں۔

اور مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو تفسیر کی ہے ہم بھی وہی تفسیر پیش کر رہے ہیں اور یہ باتیں میں بطور ثالث کے کہہ رہا ہوں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ایک فریق اپنے موضوع کو چھوڑے ہوئے ہے۔ تم اس بات کو سمجھو اور اس کو کہو کہ وہ قرآن مجید کی آیات پیش کرے اور اس پر تفاسیر پیش کرے جس سے ان کا عقیدہ ثابت ہو۔

مولانا منیر احمد منور (سنی): محترم میں بھی ثالث ہوں۔ انہوں نے (مماتی مناظر نے) ''اموات غیر احیاء'' کی تفسیر کی کہ ''اموات غیر احیاء'' بت دائمہ اور پھر کہا انبیاء، اولیاء فی الحال اور جن ملائکہ، عیسیٰ (علیہ السلام) یہ فی المآل، یہ تفسیر پیش کی ہے نا؟ اس کی حدیث پیش کریں۔ اس کی حدیث پیش کریں۔

مفتی محمد جاجروی (معتزلی): یہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔

مولانا منیر احمد (سنی): یہ حدیث پیش کرے۔ حضرت تھانوی کی بات نہ کرے۔ (کیونکہ ہم حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پیش کریں تو تم کہتے ہو بزرگوں کی عبارت چھوڑ واور تفسیر میں حدیث پڑھو۔ لہٰذا تم بھی) حدیث پڑھو۔ حدیث، حدیث، بار بار کہتا ہے کہ تفسیر حدیث سے ہوتی ہے۔ لہٰذا ہم اور کچھ نہیں سنتے۔ حدیث پیش کرے۔ اب مجھے حدیث ہی بتائے گی۔

مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی): ہم اوّلاً کتاب اللہ پیش کر رہے ہیں۔ حدیث بعد میں بیان کریں گے پہلے قرآن بیان کیا جا رہا ہے۔

مولانا منیر احمد منور (سنی): ہمارا مناظر کسی بزرگ کی تفسیر پیش کرے تو وہ عبارت بن جاتی ہے اور تمہارا مناظر اگر تفسیر بیان کرے تو وہ قرآن بن جاتا ہے؟ آپ دھوکہ دینا چھوڑ دیں۔ (اس کے بعد دونوں طرف سے آوازوں کا ایک طوفان برپا ہوگیا۔ نہیں معلوم ہوا کہ کون کیا کہتا رہا۔ آوازوں میں تو کسی نے مماتیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: ''جب انہوں نے (مولانا منیر احمد مدظلہ نے) حدیث کا مطالبہ کیا تھا۔ تم شور مچانے کی بجائے بس حدیث پڑھ دیتے۔ اتنا وقت تو ضائع نہ ہوتا۔ مگر وہ مسکین حدیث کہاں سے لاتے۔ بڑی مشکل سے خاموشی ہوئی اور میں نے اپنی تقریر کا آغاز کیا۔''

تقریر نمبر ۵: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد!

گرامی قدر! جذبات میں آنے کی ضرورت نہیں۔ آپ نے ہم سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر حدیث سے پیش کرو اور میں نے پہلے قرآن مجید کی تفسیر خود قرآن مجید سے کی ہے اور اس کے بعد مفسرین کے حوالے دینے شروع کر دیئے ہیں۔

اور اگر آپ کا ابھی مطالبہ ہے کہ قرآن مجید سے دلائل دینے کی بجائے حدیث سے شروع کر دو تو میں حدیثیں پیش کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے کیا اعتراض ہے۔ (طویل بحث ومباحثہ کے بعد بڑی مشکل سے خاموشی ہوئی اور میں نے اپنی تقریر کا آغاز کیا، ابھی میری تقریر یہاں تک ہی پہنچی تھی کہ مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی) صدر مناظر فریق مخالف، پھر بول پڑا۔ حاجی اسماعیل کھوں (نگران مناظرہ طرفین) نے مفتی عبدالرحیم نظامی (معتزلی) کو کہا: ''تو بڑا نواب ہے تجھے اٹھا کر باہر پھینک دوں گا چپ کر کے بیٹھ۔ اب بول! پھر تماشا دیکھ۔'' تب نظامی صاحب ذرا خاموش ہوئے اور میری گفتگو شروع ہوئی) بات انہوں نے یہ کی ہے کہ یہ قرآن مجید کی تفسیر تو بیان کرتے ہیں، لیکن حدیث پیش نہیں کرتے تو شیخ الحدیث (مولانا منیر احمد منور مدظلہ) نے یہ کہا ہے کہ آپ ہمارے بارے میں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث بیان نہیں کرتے اور آپ نے جو ''اموات غیر احیاء'' کی تفسیر

پیش کی ہے۔ یہ تو مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر پیش کی ہے۔ یہ حدیث تو نہیں ہے۔ باقی رہے حضرت تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وہ ہمارے امام ہیں اور ابھی میں آپ کو ان کا حوالہ دیتا ہوں کہ حضرت تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں۔ آپ ذرا مطمئن ہو کر توجہ سے سنیں۔ دیکھو کہ حضرت تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: "اموات" اس کا معنی ہے کہ ان کو موت آئی ہے۔ بتاؤ کہ موت کے اندر ہمیں یا تمہیں اختلاف ہے؟ اختلاف تو حیات فی القبر کے اندر ہے کہ قبر کے اندر موت ہے یا حیات؟

آؤ اب دیکھتے ہیں کہ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ دیکھو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے (نشر الطیب ص ۱۸۳) میں فرمایا ہے کہ: "پس آپ کا زندہ رہنا قبر شریف میں ثابت ہوا۔"

جب اختلاف قبر والی زندگی میں ہے تو اس کے بارے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر لکھ دیا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا زندہ ہونا قبر شریف میں ثابت ہوا۔ دوسری کتاب مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی اشرف الجواب اس کے ص ۱۷۰ کے اندر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں زندہ ہیں۔

اب دیکھو تھانوی صاحب کیا فرما رہے ہیں۔ کہتے ہو کہ تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہم پسند نہیں کرتے۔ ہم کو پسند ہیں تم کو پسند نہیں۔ کیونکہ حوالے موجود ہیں اور جو حوالہ تم نے پیش کیا ہے وہ موت کے بارے میں ہے۔ وہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام پر موت آ چکی ہے اور کچھ پر موت آئے گی۔ اصل اختلاف تو ہے "حیات فی القبر" کا تم قبر میں حیات کی نفی ثابت کرو، ایسے بات کر دینا آسان ہے۔ لیکن تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر عمل کرنا اور ان کے سارے اقوال کو دیکھنا مشکل کام ہے۔

اور آپ نے حوالہ پیش کیا ہے۔ مولانا شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا۔ تم حوالہ پیش کرو، جہاں پر لکھا ہو کہ مفتی شفیع عثمانی صاحب نے کہا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبر کے اندر زندہ نہیں۔ تمہارا موضوع تو یہ ہے لیکن تم اپنے موضوع سے الگ کس لئے ہوتے ہو۔ جب تمہارا عقیدہ یہی ہے تو تم اپنے عقیدہ پر دلائل پیش کرو۔ تمہارا عقیدہ تو یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ نہیں اور عثمانی صاحب کا حوالہ تم نے یہ پیش کیا ہی نہیں اور اب میں آپ کو دکھاتا ہوں۔ عثمانی صاحب سے پوچھتے ہیں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ ہیں یا نہیں۔ خود مفتی محمد شفیع عثمانی صاحب فرماتے ہیں (معارف القرآن ج ۱ ص ۱۷۳) میں ہے کہ: "قبر کی زندگی جس کے ذریعہ قبر کا سوال و جواب اور قبر میں عذاب و ثواب ہونا قرآن کریم کی متعدد آیات اور حدیث متواتر سے ثابت ہے۔" اور تم کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن زندہ کریں گے۔ قیامت کے بارے میں تو ہم بھی مانتے ہیں کہ حیات ہوگی اور وہ کامل ہوگی۔ (جب کہ قبر میں نوع من الحیات ہے)

آپ یہ بتاؤ کہ قبر کے اندر بھی حیات ہے یا نہیں۔ آپ موضوع سے ہٹتے کیوں ہو؟ بات تو یہ ہے کہ جس موضوع پر مناظرہ ہو رہا ہے، اس موضوع پر آؤ۔ اس موضوع پر آپ آتے نہیں اور میں نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے دو حوالے پیش کر دیئے ہیں کہ قبر میں حیات ہیں اور تم نے جو روایت پیش کی ہے تفسیر بیضاوی شریف کی تم خود اس کو مکمل پیش کر دیتے تو کسی کو دھوکہ نہ لگتا جو بھی عبارت پڑھنا چاہتے ہو اس کو مکمل پڑھا کرو۔ دیکھو تفسیر (بیضاوی شریف ج ۱ ص ۱۱۷) اس میں قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وعن حسن ان الشهداء احياء عند الله تعرض ارزاقهم على ارواحهم فيصل اليهم الروح"

وہ لکھتے ہیں کہ: ''رزق ان کی ارواح پر پیش کوتا ہے۔'' اتنا پڑھنے کے بعد مولوی صاحب خاموش ہو گئے۔

آگے انہوں نے خود عبارت پڑھی ہی نہیں۔ ''فیصل الیھم الروح'' یہاں پر ''الیھم'' کا لفظ آیا ہوا ہے۔ بتاؤ مولوی صاحب کہ ''ھم'' ضمیر صرف روح کی طرف ہے؟ مطلب یہ ہے کہ ان کے جسموں تک بھی ہوا پہنچتی ہے۔ معلوم ہوا کہ روح کا جسم کے ساتھ تعلق ہے۔ تبھی تو ہوا اور خوشبو پہنچتی ہے۔

اور اگر تم یہ کہو کہ اس سے مراد صرف روح ہے تو روح تو پہلے ہی سے جنت میں رہتی ہے۔ یہ تو تم بھی مانتے ہو، تو تم نے اس بات کو کیوں چھوڑ دیا ہے۔ آگے خود آیا ہوا ہے: ''فیصل الیھم الروح والفرح... الخ!'' یعنی جس طرح کافروں کے اوپر اور آل فرعون کے اوپر آگ تو لگتی ہے ان کی روحوں کو لیکن ان روحوں کا جسموں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے تو اسی وجہ سے ان کے جسموں تک آگ پہنچتی ہے تو ایسے ہی شہداء اور انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی جنت کی ہوا اور خوشی پہنچتی ہے۔

اس کے بعد (مؤطا امام مالک ص ۴۸۳) امام مالک لکھتے ہیں: ایک عبداللہ بن عمرو اور دوسرے عمرو بن جموح رضی اللہ عنہما اور یہ دونوں انصاری تھے۔ یہ دونوں غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی قبروں کے اندر سیلاب کا پانی آ گیا اور ان کی قبروں کو کھولا گیا اور دونوں ایک قبر کے اندر تھے۔ ''فحفر عنھما'' ان دونوں کی قبروں کو کھولا گیا تاکہ ان کو ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف منتقل کر دیا جائے تو دونوں ہو بہو موجود تھے۔ ''فوجدا لم یتغیر کانھما ماتا بالامس'' گویا کہ وہ دونوں ایسے تھے جیسے کل فوت ہوئے ہیں۔ (جسم کا محفوظ رہنا آثار حیات میں سے ہے) اور اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجساد کو زمین نہیں کھاتی اور ان شہداء سے خون نکلنے لگ گیا۔ یہ خون نکلنا کس چیز کی علامت ہے؟ یہ آثار حیات تو ہیں تم کہتے ہو بالکل جان نہیں ہے۔

اور اب اس کے بعد یہ دیکھو یہ کتاب (مسند ابی یعلی ج ۶ ص ۱۴۷) کی حدیث ہے: ''حدثنا ابو الجھم الازرق ابن علی حدثنا یحییٰ بن ابی بکیر حدثنا مستلم بن سعید عن الحجاج عن ثابت عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' حضرت ابوالجہم ارزق بن علی فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ حدیث بیان کی ہے۔ مستلم بن سعید نے یہ روایت کرتے ہیں۔ حجاج سے اور یہ روایت کرتے ہیں، حضرت انس سے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ یہ ابو یعلی کی روایت ہے۔

اور امام بیہقی نے حیات النبی ﷺ کے موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی۔ میں کہتا ہوں کہ مولوی صاحب کے پاس اگر ہمت ہو تو ایک حدیث پیش کر دے۔ جیسے میں نے پیش کر دی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ ہیں۔

مولوی صاحب ایک حدیث پیش کریں بے شک صحیح نہیں تو ضعیف حدیث پیش کریں کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ نہیں۔ ہم مناظرہ ختم کر دیتے ہیں۔ لیکن

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے ۔۔۔ یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

میں نے حدیث پیش کی ہے: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبر کے اندر زندہ ہیں۔ مولوی صاحب پیش کریں کہ زندہ نہیں۔ ایک حدیث اگر مشہور نہیں، متواتر بھی نہیں۔ صحیح بھی نہیں پیش کر سکتا بلکہ ایک ضعیف حدیث پیش کر دے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں تو میں ہار ماننے کے لئے تیار

ہوں۔ اس کے بعد شفاء السقام دیکھو علامہ سبکی فرماتے ہیں: "حدثنا الحسین بن عرفة حدثنی الحسن بن قتیبة المدائنی حدثنا مستلم بن سعید الثقفی عن الحجاج بن الاسود عن ثابت البنانی عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" (اس جگہ ٹائم ختم ہوگیا)

حاجی محمد اسماعیل کہوں (نگران مناظرہ طرفین): دفعہ ۱۴۴ لگا ہوا ہے۔ حکومت نے مناظرہ پر پابندی لگا دی ہے۔ میں نے ذمہ داری لی ہے تاکہ ہم بات سمجھ سکیں۔ پچھلے دنوں آپ کے مولوی احمد سعید چتروڑ گڑھی کا جلسہ بھی حکومت نے روک دیا تھا وہ بھی میں نے کروایا۔ ہم ان پڑھ آدمی ہیں۔ کتابوں کا ڈھیر ادھر بھی پڑا ہے، ادھر بھی پڑا ہے۔ اب اس (حیاتی مناظر) نے حدیث پڑھی ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ بھی ہیں۔ نماز بھی پڑھتے ہیں اور یہ بھی بیان کیا کہ شہداء کے جسموں سے لمبے عرصہ کے بعد خون رسنے لگ گیا۔ اب تم (مماتی حضرات) بھی کوئی ایسی صاف حدیث سنا دو کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں اور بات ختم کریں۔

ملک نذیر ارائیں (نگران مناظرہ طرفین): عقیدہ اس (حیاتی مناظر) نے یہ لکھا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اس (مماتی مناظر) نے یہ لکھا ہے کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ اب حیات والوں کی حدیثیں آگئیں ہیں۔ لہٰذا دوسرا گروہ بھی اپنے عقیدہ پر کوئی حدیث پڑھے اور بات ختم کریں تین گھنٹے ہوگئے ہم تھک گئے ہیں۔

مولانا محمد نصر اللہ (مماتی مناظر): انہوں نے (حیاتی مناظر نے) جو حدیث پیش کی ہے وہ ضعیف ہے، میں دکھاتا ہوں۔

حاجی محمد اسماعیل (نگران مناظرہ): یہ (حیاتی حضرات) کہتے ہیں کہ آپ بھی بے شک کوئی ضعیف حدیث دکھا دیں کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں، بس بات کو ختم کرتے ہیں۔

تقریر نمبر ۵: مناظر منکرین حیات (مولانا محمد نصر اللہ طاہری)

"اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا الآیة صدق اللہ العظیم"

مولوی صاحب نے ایک روایت پیش کی ہے: "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ میں ایک تھوڑی سی بات کر کے اس کا تحقیقی جواب دیتا ہوں۔ میرا ان سے سوال یہ ہے کہ الانبیاء میں الف لام کون سا ہے۔ استغراقی ہے یا عہد خارجی کا ہے۔ اگر استغراقی ہے تو اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی آگئے۔ اس کی وضاحت کریں، اب ذرا تحقیقی جواب سنو! یہ روایت جو انہوں نے پیش کی ہے، اس روایت میں ایک راوی حجاج بن اسود موجود ہے۔ میری بات توجہ سے سنیں اور سمجھیں۔ میرے ہاتھ میں اسماء الرجال کی کتاب میزان الاعتدال ہے جس کا صفحہ نمبر ۲۰۴ ج ا ہے۔ اگر کسی کو شک ہو تو وہ دیکھ سکتا ہے تاکہ یقین ہو جائے، حجاج بن اسود جو اس الانبیاء والی روایت کا راوی ہے۔

"حجاج بن اسود عن ثابت البنانی نکرة" یعنی حجاج بن اسود مجہول ہے، آگے لکھتے ہیں: "ماروی احد عنه فیما اعلم سوی مستلم بن سعید" یعنی میری تحقیق اور علم کے مطابق حجاج سے مستلم بن سعید کے علاوہ کسی ایک نے بھی روایت نہیں کی۔ آگے یہ الفاظ توجہ سے سنو، فرماتے ہیں: "فاتی بخبر منکر"

کہ اس نے ایک منکر حدیث روایت کی ہے۔اب میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا منکر حدیث پر عقیدہ کی بنیاد رکھی جاسکتی ہے اور کیا منکر حدیث عقیدہ کی دلیل بن سکتی ہے۔ واللہ! میں خدا کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ ضعیف حدیث عقیدہ کی دلیل نہیں بن سکتی۔تم نے مجھ سے مطالبہ کیا تھا کہ دکھاؤ کیا یہ حدیث ضعیف ہے تو میں نے آپ کا مطالبہ پورا کر دیا۔اب میں پوچھتا ہوں کہ اگر مولوی صاحب میں جرأت اور ہمت ہے تو اس حدیث کو صحیح ثابت کرے۔آپ بتائیں کیا ضعیف حدیث عقیدہ میں کام آسکتی ہے؟ یہ علماء کی مجلس ہے اور علماء سن رہے ہیں اور سمجھ رہے ہیں۔اللہ کرے حق بات سمجھ آجائے۔اس کے بعد امام ذہبی رحمہ اللہ آگے لکھتے ہیں کہ منکر اور ضعیف روایت کون سی ہے،تو فرماتے ہیں:"عن انس فی ان الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون رواہ البیہقی "مولوی صاحب نے بھی کہا تھا کہ اس کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔اسی روایت کے بارے میں فن رجال کے معتبر اور مسلمہ بزرگ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر اور ضعیف ہے اور منکر روایت کبھی بھی عقیدہ میں کام نہیں آسکتی۔یہ روایت بیہقی نے نقل کی ہے۔اب بیہقی کے بارے میں بھی سنیں کہ اس کی حیثیت کیا ہے اور یہ بیہقی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے۔

یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا بلکہ ان کے بزرگ حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نے لکھی ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مستدرک حاکم کو طبقہ ثالثہ میں شمار کیا ہے اور طبقہ ثالثہ کا حال یوں لکھا ہے کہ اس میں موضوع حدیثیں پائی جاتی ہیں اور جھوٹی حدیثیں پائی جاتی ہیں اور اس طبقہ کی اکثر حدیثیں فقہاء کے نزدیک قابل عمل نہیں ہیں بلکہ ان کے خلاف تمام مسلمانوں کا اجماع ہو گیا ہے تو مولوی صاحب جو حدیث قابل عمل نہیں ہو سکتی تو وہ حدیث قابل عقیدہ کیسے بن سکتی ہے۔لیکن اب مولوی صاحب یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ یہاں پر طبقہ ثالثہ میں تو ذکر ہے۔مستدرک حاکم کا اور الانبیاء والی روایت بیہقی کی ہے اور بیہقی کا تو طبقہ ثالثہ میں ذکر ہی نہیں ہے اور یہی بات میں مولوی صاحب کو دکھانا چاہتا ہوں تاکہ مولوی صاحب کو کوئی بات تو سمجھ آجائے۔آگے محمد امین اوکاڑوی لکھتا ہے کہ بیہقی طبقہ ثالثہ کی کتاب ہے۔لہٰذا اب ثابت ہو گیا مولوی صاحب کی جس روایت کے خلاف علماء کا اجماع ہے کہ اس پر عمل نہیں کر سکتے تو اس پر عقیدہ کی بنیاد کیسے رکھ سکتے ہیں۔اس کے بعد بات یہ ہے کہ میرے پاس تفسیر ابن کثیر ہے جس کا (ص ۲۷۴ج ۱) ہے۔

"احمد رواہ عن محمد بن ادریس الشافعی عن مالک بن انس الاصلجی عن الزھری عن عبدالرحمن بن کعب بن مالک عن ابیہ قال قال رسول اللہ ﷺ نسمۃ المومن طائر یعلق فی شجر الجنۃ حتیٰ یرجعہ اللہ الی جسدہ[۱] یوم القیامۃ"یعنی رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ مومن آدمی کی روح جنت میں رہتی ہے۔جب قیامت قائم ہو گی تو روح اس کے جسم کی طرف واپس آئے گی۔مولوی صاحب! تو اس حدیث سے تعلق نکال کر دکھا۔اب میں مولوی صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا المومن سے انبیاء کرام علیہم السلام العیاذ باللہ! خارج ہیں۔سب سے بڑے مومن تو انبیاء کرام ہیں۔اگر تمہارے اندر جرأت ہے تو کہو کہ المومن سے انبیاء کرام علیہم السلام خارج ہیں۔العیاذ باللہ، استغفر اللہ! نقل کفر کفر نباشد اور اگر انبیاء کرام علیہم السلام المومن میں

---

[۱] مولوی صاحب نے موطا امام مالک کی حدیث تو پڑھی مگر اس کا مفہوم اور مطلب من گھڑت پیش کر دیا۔اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری لکھتے ہیں:"حتی یرجعہ اللہ فی جسدہ ای یردہ الیہ ردا کاملا فی بدنہ"(مرقات ج ۴ ص ۱۳) یعنی قیامت کے روز کامل روح جسم کی طرف لوٹا دی جائے گی اور یہی جواب میری تقریر میں موجود ہے۔

داخل ہیں تو پھر ماننا پڑے گا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے ارواح مبارک بھی جنت الفردوس میں ہیں۔ آگے لکھا ہے:
شاید کہ اس حدیث پر جرح کریں۔ لکھتے ہیں: ''وھو باسناد صحیح'' کہ یہ حدیث صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے۔ عزیز[1] یعنی اس کی سند زبردست ہے۔ عظیم یعنی اس کی سند عظمت والی ہے۔ ''اجتمع فیہ ثلاثۃ من الائمۃ الاربعۃ'' چار امام ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل (رحمہم اللہ) ان امام میں سے تین امام یعنی امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اس حدیث کی سند میں متفق ہیں اور تینوں اماموں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

اور اسی وجہ سے حافظ ابن کثیر اس حدیث کی سند کے بارے میں لکھتے ہیں: ''وھو باسناد صحیح عزیز عظیم واجتمع فیہ ثلاثۃ من الائمۃ الاربعۃ'' اس کے بعد میرے پاس حدیث کی کتاب صحیح بخاری شریف ہے، جس کا صفحہ ۱۸۵ ج ا ہے۔ اس میں ایک حدیث شریف ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب مجھے معراج کرایا گیا تو حضرت جرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام یہ دونوں فرشتے مجھے لے گئے اور انہوں نے مجھے ایک مکان دکھایا اور مجھے ان فرشتوں نے کہا کہ آپ ﷺ سر مبارک اوپر کی طرف اٹھائیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث پڑھ رہا ہوں۔ توجہ سے سنو۔ ''والدار الاولی التی دخلت دار عامۃ المومنین'' رسول ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے ان دونوں فرشتوں نے کہا کہ وہ گھر جس میں آپ پہلے داخل ہوئے ہیں، وہ عام مومنوں کا گھر ہے۔ ''واما ھذہ الدار'' لیکن یہ گھر ''فدار الشھداء'' یہ شہداء کا گھر ہے۔ ''وانا جبرائیل وھذا میکائیل'' میں جرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ ''فارفع راسک'' ذرا سر مبارک اوپر کی طرف اٹھاؤ۔ اے پیارے پیغمبر ﷺ ''فرفعت راسی'' پس میں نے سر اوپر کی طرف اٹھایا۔ ''فاذا فوقی مثل السحاب'' جب میں نے اوپر کی طرف دیکھا تو مجھے بدلی کی طرح ایک محل نظر آیا۔ ''قالا'' حضرت جرائیل اور حضرت میکائیل کہنے لگے۔ ''ذالک منزلک'' اے پیغمبر یہ آپ کا مکان ہے۔ ''فقلت دعانی'' میں نے کہا مجھے چھوڑیئے۔ ''ادخل منزلی'' میں اپنے مکان میں داخل ہونا چاہتا ہوں۔ ''قالا'' تو حضرت جرائیل اور حضرت میکائیل نے کہا: ''انہ قد بقی لک عمر'' اے پیارے پیغمبر ﷺ آپ کی عمر ابھی تک باقی ہے اور آپ کی زندگی ابھی تک باقی ہے۔ ''لم تستکملہ'' آپ نے وہ زندگی ابھی تک مکمل نہیں کی۔ ''فلو استکملت اتیت منزلک'' یعنی جب آپ اپنی دنیاوی زندگی مکمل کر لیں تو آپ ﷺ اپنے اس مکان میں آجائیں گے۔ یہ حدیث میں نے بخاری شریف سے پیش کی ہے۔

تقریر نمبر ۶: مناظر قائلین حیات (مولانا جمیل الرحمن عباسی)

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

حاجی اسماعیل صاحب اور ملک نذیر احمد صاحب دونوں کہہ رہے ہیں کہ جیسے میں نے حدیث پیش کی ہے۔ ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ تم یہ روایت پیش

[1] اصول حدیث سے معمولی مناسبت رکھنے والا طالب علم بھی جانتا ہے کہ محدثین کی اصطلاح میں ''خبر عزیز'' کسے کہتے ہیں۔ مگر مماتیت کی علمی بے بضاعتی کا حال ملاحظہ کیجئے کہ دس سال کی تدریس بھی انہیں ''خبر عزیز'' کی تعریف سے آگاہ نہ کر سکی۔ اس پر بھی ''انا ولا غیری'' کا زعم! تعجب ہے۔

کرو کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔ لیکن مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ میں جواب دیتا ہوں کہ آیا یہ حدیث ضعیف ہے یا صحیح ہے، لیکن مولوی صاحب ضعیف حدیث ہی پیش کر دیں کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں یا "الانبیاء اموات فی قبورھم" کہ انبیاء اپنی قبروں میں (نعوذ باللہ) مردہ ہیں اور باقی کا یہ کہنا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی جو روح ہوتی ہے وہ جنت میں ہوتی ہے اور حضور ﷺ بھی مومن ہیں۔ لہٰذا ان کی روح بھی جنت میں ہے اور دوسری حدیث یہ پیش کی ہے کہ معراج والی رات حضور ﷺ کو کہا گیا کہ یہ آپ کا مکان ہے اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس میں داخل ہونے دو اور آگے انہوں نے کہا کہ ابھی تک آپ کی موت نہیں آئی۔ مجھے یہ بتاؤ کہ حضور ﷺ کا یہ مکان ہے، جس کے بارے حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس میں داخل ہونے دو۔ کیا حضور ﷺ صرف اپنی روح کو داخل کر رہے تھے یا جسم بھی داخل کر رہے تھے؟

اور حضور ﷺ فرما رہے تھے کہ مجھے داخل ہونے دو اپنے مکان میں اور پھر انہوں نے کہا کہ آپ کو ابھی دیر ہے تو کیا وفات کے بعد بھی صرف روح داخل ہوئی؟ کیونکہ جسم مبارک تو ویسے ہی قبر مبارک میں موجود ہے۔ پھر داخل کب ہوا؟ مولوی صاحب آپ اس کا جواب دیں۔ اگر ہے تو (ہمارے نزدیک تو حضور ﷺ کا روضہ مبارکہ ہی جنت بلکہ اعلیٰ جنت ہے) یا پھر کوئی حدیث پیش کرو کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں کے اندر زندہ نہیں جو کہ عقیدہ لکھ دیا ہے۔ بے شک کوئی حدیث ضعیف ہی پیش کرو۔ مسئلہ ختم اور باقی رہی یہ بات کہ جو مسند ابی یعلیٰ کتاب ہے۔ یہ تیسرے طبقہ کی ہے اب میں ان کو اپنی کتاب سے جواب دیتا ہوں تا کہ ہماری بات کو کہیں رد نہ کر دیں۔

ندائے حق یہ خود ان کی کتاب ان کے مولوی محمد حسین نیلوی نے لکھی ہے۔ اس کے ص ۹۹ پر انہوں نے لکھا کہ: "مسند ابی یعلیٰ کی حدیث نقل کی پھر لکھا مقدسی نے جید حدیثوں کی فہرست میں شمار کیا ہے۔" تو دیکھو خود مسند ابی یعلیٰ کی حدیث کو جید کہا۔ اگر ہم بیان کریں تو یہ کہتے ہیں کہ یہ تیسرے طبقہ کی ہے۔

<u>مفتی عبدالرحیم (معتزلی)</u>: آپ ندائے حق کی پچھلی پانچ سطریں پڑھیں۔ (نظامی صاحب کا یہ مطالبہ غلط تھا۔ کیونکہ اگر میں نے حوالہ غلط دیا تھا تو وہ اپنی تقریر میں اس کا غلط ہونا ثابت کرتے جیسے ان کے مناظر نے تفسیر بیضاوی کی عبارت میں خیانت کی تو میں نے اپنے وقت میں ان کی غلطی کی نشاندہی کی تھی اور ان کی خیانت کو قوم کے سامنے واشگاف کیا تھا)

<u>حاجی محمد اسماعیل کنہوں (نگران مناظر)</u>: آپ (مفتی عبدالرحیم) درمیان میں کیوں بولے؟

<u>مولوی محمد نصر اللہ صاحب (معتزلی مناظر)</u>: آپ نے ضعیف حدیث کا مطالبہ کیوں کیا؟

<u>مناظر قائلین حیات</u>: آپ کے پاس جب صحیح حدیث نہیں ہے تو بے شک ضعیف لاؤ۔ ہم مان لیں گے۔ ہم آپ کی جب ضعیف حدیث ماننے کو تیار ہیں تو صحیح کیوں نہیں مانیں گے۔ مگر پیش تو کرو۔

(اس کے بعد مسلسل کئی منٹ تک مماتیوں نے شور مچائے رکھا کہ ضعیف حدیث کا مطالبہ کیوں کیا، لوگ حیرت زدہ تھے کہ یہ لوگ عقل سے واقعی پیدل ہیں یا عقل سے کام نہیں لے رہے کہ جب حیاتی لوگ ان کی ضعیف حدیث ماننے کو تیار ہیں تو صحیح کیوں نہ مانیں گے۔ بڑی دیر کے بعد قدرے سکون ہوا تو مولانا منیر احمد منور مدظلہ نے فرمایا: "مفتی عبدالرحیم نظامی (صدر مناظر فریق ثانی) کو بولنے کا زیادہ ہی شوق ہے تو اب صدر مناظر، صدر مناظر سے مناظرہ کرے۔" اس وقت نظامی صاحب کی شکل دید کے قابل تھی)

مناظر قائلین حیات: (اپنی گفتگو جاری رکھتے ہوئے) میں نے آپ کے سامنے حدیث پیش کی ہے: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون '' کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ نماز پڑھتے ہیں۔ اب میں اس کے صحیح ہونے پر مزید حوالے پیش کرتا ہوں۔

مرقات شرح مشکوٰۃ (ج ۳ ص ۲۴۱) ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''وصح خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون ''

فتح الملہم (ج ۶ ص ۳۲۸) مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم وھو من رجال الصحیح '' صحیح راویوں سے ثابت ہے۔

عقیدۃ الاسلام (ص ۳۵) مولانا انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون وصححہ البیہقی ''

فتح الباری (ص ۱۶۷) حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون'' انہوں نے روایت کی ثقاہت بیان کی ہے۔

اب میں ان کی اپنی کتاب پیش کرتا ہوں محمد حسین نیلوی نے لکھی ہے۔ وہ ندائے حق (ص ۲۷) پر لکھتے ہیں کہ بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے۔ ابن حجر عسقلانی، علامہ عزیزی نے، ملا علی قاری، امام مناوی، قاضی شوکانی، شیخ عبدالحق، علامہ سبکی، علامہ سیوطی، علامہ سمہودی اور شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ نے اس کو صحیح کہا ہے۔ متاخرین کا اتفاق ہے کہ بیہقی نے اس کی تصحیح کی ہے۔

ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون '' امام بیہقی نے اس کو یحییٰ بن ابی بکیر کے طریق سے نقل کیا ہے۔ ''وھو من رجال الصحیح عن المستلم بن سعید وقد وثقہ احمد وابن حبان '' اور مستلم بن سعید سے ان کا سماع ثابت ہے۔ فتح الباری (ج ۶ ص ۴۸۷) میں ہے کہ یہاں حجاج سے مراد حجاج بن اسود ہیں۔ ''وقد وثقہ احمد '' اور یہ حجاج بن اسود بن ابی زیاد بصری ہے۔ ''وقد وثقہ احمد وابن معین عن ثابت البنانی عنہ واخرجہ ایضاً ابو یعلی فی مسندہ من ھذا الوجہ '' امام احمد نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ ابن معین نے اس کو ثقہ کہا ہے اور ابن حبان نے اس کو ثقہ کہا ہے۔ ابویعلی نے اس کو مسند میں لکھا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ کیونکہ صواف نے اس کو نقل کیا ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ''وھو وھم '' کہ یہ بالکل وہم ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ ابن حجر عسقلانی نے کہا ہے کہ یہ حجاج بن اسود ہے۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ اتنے محدثین سے معلوم ہوگیا کہ یہ صحیح ہے۔ (اسی علامہ ذہبی والے اعتراض کا جواب حافظ ابن حجر عسقلانی نے (لسان المیزان ج ۲ ص ۱۷۵) پر بھی دیا ہے۔ فرماتے ہیں: ''قال احمد (حجاج) ثقۃ ورجل صالح وقال ابن معین ثقۃ وقال ابو حاتم صالح الحدیث وذکرہ ابن حبان فی الثقات '') نخبۃ الفکر ص ۱۱۲ وہ علامہ ذہبی جو کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ وہ علامہ ذہبی ''ھو من اھل الاستقراء '' وہ کہتے ہیں کہ جس حدیث کو صرف دو آدمی صحیح کہہ دیں تو وہ صحیح ہوتی ہے۔ اس کو تم ضعیف نہیں کہہ سکتے۔ (نخبۃ الفکر ص ۱۱۱) کون ذہبی وہ امام ذہبی جو اس حدیث کو منکرہ کہتے ہیں۔ امام ذہبی فرماتے ہیں: ''فیما اعلم ''

میں یہ سمجھتا ہوں کہ صرف یہی روایت کرنے والا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ ان کے علم میں یہی ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ (جریر اور حماد نے بھی روایت کی اور) حجاج بن اسود شہد بیچتا تھا اور بصری تھا، لہٰذا منکر نہ رہا۔

منکر کس کو کہتے ہیں؟ (مسلم شریف ص ۵)، امام مسلم نے (ص ۵) پر لکھا ہے کہ: ''علامة المنکر فی حدیث المحدث اذا ما عرضت روایته للحدیث علی روایة غیره من اهل الحفظ والرضیٰ خالفت روایته روایتهم'' اپنے سے ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔ یعنی منکر اس کو کہتے ہیں کہ ایک آدمی ایک بات کرے، اس سے بڑا آدمی اور بات کرے۔ اب حجاج کہتے ہیں کہ انبیاء زندہ ہیں، منکر یہ ہوگا کہ کوئی زیادہ ثقہ آدمی کہے کہ انبیاء زندہ نہیں تو وہ پیش کریں۔ (مسند ابی یعلی ص ۱۴۷) اس کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ اس کی سند صحیح ہے اور حجاج ابن اسود ہے اور ابن حبان نے اس کو ثقہ کہا ہے۔

تقریر نمبر ۶: مناظر منکرین حیات

مولوی محمد نصر اللہ (مناظر منکرین حیات) اس کے بعد تقریر کے لئے کھڑے ہوئے مگر پھر وہی تقریر دہرانا شروع کردی جو ان کی پانچ تقریر میں موجود ہے۔ (اس کی گواہی ان کا اپنا شائع کردہ مناظرہ بھی دے گا) اور جس کا رد ہم نے اپنی چھٹی تقریر میں مکمل کردیا، انہوں نے میری تقریر کا جواب دینے کی بجائے پھر سے علامہ ذہبی والا اعتراض دہرانا شروع کردیا۔ تمام حاضرین (موافق، مخالف) سمجھ گئے کہ حضرت کا علم ختم ہو گیا ہے اور میرے دلائل کا جواب دینے کی ان میں سکت نہیں رہی۔ وہ فرار کا بہانہ تلاش کر رہے تھے کہ ہمارے کسی ساتھی نے کہہ دیا: ''اگر تمہارے پاس صحیح حدیث نہیں تو چلو ضعیف ہی دکھادو۔'' حدیث کا لفظ سنتے ہی ان کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ سب کے سب سرو قد کھڑے ہو گئے اور شور مچادیا کہ ہم سے ضعیف حدیث کا مطالبہ کیوں کیا گیا۔ شرائط میں لکھا تھا کہ حدیث صحیح پیش کی جائے گی۔ سب نے ان کو بٹھانے اور ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

اس پر منتظمین مناظرہ حاجی محمد اسماعیل کنہوں اور ملک نذیر احمد ارائیں نے مجلس مناظرہ میں اعلان کردیا کہ: ''مماتی جھوٹے ہیں، مماتی جھوٹے ہیں۔'' اس کے بعد محمد اسماعیل کنہوں صاحب نے سیڑھیوں سے نیچے اتر کر باہر سینکڑوں منتظر لوگوں کے سامنے جا کر یہی فیصلہ سنایا۔ یہ سنتے ہی ہمارے ساتھیوں نے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ عقیدہ حیات الانبیاء زندہ باد، اس فتح عظیم اور کامیابی کے نعروں کی صدا نیچے تک پہنچی تو ''ھتھیجی'' شہر میں سینکڑوں کی تعداد میں جو عوام جمع تھے اور مناظرہ کی کارروائی سنتے اور نتیجہ کے لئے بے تاب تھے۔ انہوں نے بھی حیات الانبیاء زندہ باد کے فلک شگاف نعرے لگانے شروع کردیئے۔ پورا بازار ان کے زمزموں سے گونج اٹھا۔ جو بارا سے مماتی پہلے اترے ہم بعد میں اترے۔ جس وقت ہمارے حضرات اترے تو قوم کے جم غفیر نے ان کا استقبال کیا۔ انہیں مبارک باد پیش کی۔ مناظر اہل السنۃ کو عوام نے کندھوں پر اٹھالیا۔ دونوں فریقوں کے چہروں سے فیصلہ پڑھا جاسکتا تھا کہ جیتا کون ہے، ہارا کون۔ ''جاء الحق وزهق الباطل'' کا منظر سب کے سامنے تھا، مماتیوں کے چہرے مزید سیاہ پڑ چکے تھے۔ سب کے چہرے لٹکے ہوئے تھے اور اہل السنۃ کے چہروں پر مسرت اور شادمانی بڑے خوبصورت انداز میں مسکرا رہی تھی۔ ''وللہ الحمد والشکر''

اہل السنۃ کے دلوں میں اپنے عقیدہ کی صداقت اور پختہ ہوگئی۔ مماتیت کے چیلنج خاک میں مل گئے۔ ان کی تعلیاں ہمیشہ کے لئے دفن ہوگئیں۔ علمی پندار بری طرح مجروح ہوگیا۔ اپنے عقیدہ پر سینکڑوں آیات پیش کرنے کے دعوے جھوٹ ثابت ہوئے۔ بات بات پر مناظرہ کی باتیں کرنے والی زبانیں گنگ ہوگئیں۔ اکابر علمائے دیوبند کو مناظرہ کی اپیل کی جرأت کرنے والے، ایک طالب علم سے عبرتناک شکست کھا گئے اور یہ تمام کامرانیاں عقیدہ حیات النبی ﷺ کی صداقت کی مرہون منت ہیں۔ عقیدہ حیات الانبیاء زندہ باد!

فیصلہ جات

واضح رہے کہ آغاز مناظرہ میں اہل السنۃ (قائلین حیات الانبیاء) کی طرف سے مولانا منیر احمد منور اور مفتی امداد اللہ انور، فیصل قرار پائے اور معتزلہ (منکرین حیات الانبیاء) نے اپنے معاون مناظر مفتی محمد جاجروی اور مولانا مشتاق احمد شجاع آبادی کو فیصل و منصف نامزد کیا اور حاجی محمد اسماعیل کھوں اور ملک نذیر احمد ارائیں (مماتی مناظر نے اپنی پہلی تقریر میں ان کا شکریہ ادا کیا اور ماحول کو پرسکون رکھنے کی ان سے توقع ظاہر کی تھی) منتظم اور نگران طے پائے تھے۔ اب فیصلہ جات ملاحظہ ہوں۔

مولانا منیر احمد منور کا فیصلہ

ہم نے پورے غور کے ساتھ فریقین کے دلائل سنے اور دیانت داری کے ساتھ یہ فیصلہ کر رہے ہیں کہ مناظر اہل السنۃ مولانا جمیل الرحمن عباسی صاحب نے اپنے موضوع پر ناقابل تردید دلائل پیش کئے ہیں اور فریق مخالف ان کے دلائل کا جواب نہیں دے سکا۔ جب کہ عباسی صاحب نے مماتی مناظر کے تمام مزعومہ دلائل کے دندان شکن جواب دے دیئے ہیں۔ لہٰذا اس مناظرہ میں مناظر قائلین حیات، مناظر اہل السنۃ مولانا جمیل الرحمن عباسی صاحب نے زبردست کامیابی حاصل کی ہے اور اہل السنۃ کا صحیح نظریہ ثابت کر کے اتمام حجت کر دیا ہے۔ اگر کوئی معتزلی (مماتی) بنظر انصاف ان دلائل پر غور کرے گا تو اسے صحیح راستہ تابناک اور واضح دکھائی دے گا۔
واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم! منیر احمد منور

مولانا مفتی امداد اللہ انور کا فیصلہ

میں مولانا منیر احمد منور صاحب کے فیصلہ کے ساتھ متفق ہوں، اس وقت مماتی جس عبرتناک شکست سے دوچار ہوئے اس کا نظارہ شرکاء مناظرہ اور عوام سبھی نے کیا۔ دلائل سن اور دیکھ کر کوئی بھی منصف مزاج مولانا عباسی صاحب کی کامیابی اور مماتی مناظر کی شکست سے انکار نہیں کر سکتا۔ امداد اللہ انور

مولانا مشتاق احمد شجاع آبادی کا فیصلہ

مولانا مشتاق احمد شجاع آبادی معتزلہ (منکرین حیات) کے معاون مناظر بھی تھے اور ان کی طرف سے مقرر کردہ منصف بھی۔ مناظرہ سے فراغت کے بعد انہوں نے قاری مشتاق احمد صاحب بن قاری غلام قادر کے سامنے حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے واضح لفظوں میں کہا کہ ہمارے مناظر (مولوی نصر اللہ مماتی) کی آواز زوردار تھی،

مگر دلائل دوسرے مناظر (مولانا جمیل الرحمن عباسی) کے قوی تھے اور حیاتیوں کا پلّہ آج کے مناظرہ میں بھاری رہا۔ دلائل کی روشنی میں فتح ان (قائلین حیات) کی ہی ہے۔

واضح رہے کہ قاری مشتاق احمد صاحب جن کے سامنے مولانا مشتاق احمد شجاع آبادی مرحوم نے شہادت دی وہ مماتیوں کے نزدیک بھی قابل احترام بزرگ ہیں۔

حاجی محمد اسماعیل کنہوں کا فیصلہ

میں نے مناظرہ کا اہتمام اور انتظام کرایا، مکمل مناظرہ میں شریک رہا۔ مولانا جمیل الرحمن عباسی صاحب کے زبردست دلائل سے میں بہت متاثر ہوا، جب کہ مماتی مناظر نے اپنے عقیدہ پر کوئی بھی دلیل نہیں دی، نہ کوئی آیت، نہ حدیث اور تو اور ان کے پاس کوئی ضعیف حدیث بھی اپنے عقیدہ پر نہیں تھی۔ اس لئے میں نے موقع پر ہی اپنا فیصلہ سنا دیا تھا کہ چتروڑی (مماتی) جھوٹے ہیں اور عوام کے سامنے بھی مماتیوں کی شکست کا اعلان کر دیا تھا۔

(واضح رہے کہ حاجی محمد اسماعیل صاحب فریقین کے متفقہ نگران مناظرہ تھے)

ملک نذیر احمد ارائیں کا فیصلہ

میں نے موقع پر ہی اہل السنۃ کے مناظر مولانا جمیل الرحمن عباسی صاحب کی فتح اور مماتی مناظر مولوی نصر اللہ کے جھوٹا ہونے کا اعلان کر دیا تھا اور مجھے مماتیوں کی عبرتناک شکست کا منظر آج تک نہیں بھولا۔

(واضح رہے کہ ملک نذیر احمد صاحب ارئیں بھی فریقین کے متفقہ نگران مناظرہ تھے)

مولوی نصر اللہ کی ایک اور شکست

مولانا فیاض الاسلام قادری، احمد پور شرقیہ

۲۳ رجون ۲۰۱۰ء بروز بدھ بعد نماز ظہر بمقام ہیڈ پنجند ضلع مظفر گڑھ

اہل السنۃ (قائلین حیات الانبیاء) اور معتزلہ (منکرین حیات الانبیاء) کے درمیان مسئلہ حیات الانبیاء پر ایک مناظرہ طے پایا تھا، اہل السنۃ کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، جب کہ معتزلہ کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام کو قبروں میں حیات حاصل نہیں ہے۔ اہل السنۃ میں سے مولانا ابوبکر صاحب اور منکرین حیات میں سے محمد الیاس صاحب نے دو گواہوں کی موجودگی میں مناظرہ کا موضوع متعین کر دیا کہ اہل السنۃ انبیاء کی ''حیات فی القبر'' ثابت کریں گے۔ جب کہ منکرین حیات یہ ثابت کریں گے کہ انبیاء کرام علیہم السلام قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔

چنانچہ مقررہ تاریخ کو دونوں فریق جائے مناظرہ پر جمع ہوئے، اہل السنۃ کی طرف سے مولانا جمیل الرحمن عباسی (بہاول پور) مناظر مقرر ہوئے۔ راقم (فیاض الاسلام) صدر مناظر اور مفتی محمد صدیق (علی پور) مفتی رب نواز (احمد پور شرقیہ) معاون مناظر طے پا گئے اور اہل السنۃ نے آغاز ہی میں اپنا عقیدہ کہ: ''انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔'' تحریر کر دیا اور اس پر دستخط بھی کر دیئے مگر پورا مجمع اس وقت حیرت زدہ رہ گیا۔ جب منکرین حیات نے اپنا اصل عقیدہ کہ: ''انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ نہیں ہیں۔'' لکھنے سے انکار کر دیا۔ ریکارڈ شدہ کیسٹیں اور پورا مجمع گواہ ہے کہ تین گھنٹے کی ہر طرح کی کوشش کے باوجود وہ اپنا عقیدہ لکھنے سے انکاری رہے۔ البتہ

وقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی عقیدہ گھڑ لیتے تھے۔ مثلاً کبھی یہ لکھا کہ: ”ہر فرد بشر چاہے نبی ہو یا غیر نبی ہو، اس کو قیامت سے پہلے دنیوی حیات حاصل نہیں ہے۔“ اہل السنۃ نے کہا مناظرہ کا موضوع حیات انبیاء ہے۔ آپ اصل موضوع سے بھاگنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اصل عقیدہ لکھیں اور مناظرہ شروع ہو، پھر مسئلہ حیات الانبیاء میں ان کا یہ عقیدہ اپنا گھڑا ہوا ہے، ان کی کسی کتاب میں لکھا ہوا نہیں ہے۔ کل کو اگر ہم کی مماتی کو کہتے کہ تم اپنا عقیدہ ثابت نہیں کر سکے تو وہ کہتے ہمارا یہ عقیدہ ہے ہی نہیں۔ اس لئے ہم نے کہا اپنا عقیدہ چھپاؤ نہیں۔ اگر گندہ نہیں تو لکھ کر دے دو۔ ہم نے آتے ہی اپنا عقیدہ لکھ کر دے دیا۔ تم آج لکھتے کیوں نہیں جب کہ تم ہر تقریر میں چیخ چیخ کر کہتے ہو کہ انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نہیں۔ آج جب ثابت کرنے کا وقت آیا تو سانپ سونگھ گیا ہے، منہ بند ہو گئے۔ زبانیں گنگ ہو گئی ہیں۔ غرض ہم نے ہر طرح سے غیرت دلائی مگر شاید وہ آج اپنی غیرت وحمیت گھر بھول آئے تھے۔

پھر کہنے لگے: ”تم حضور ﷺ کو دنیا والی قبر میں زندہ مانتے ہو، ہم جنت میں زندہ مانتے ہیں۔“ ہم نے کہا اب واضح ہو گیا کہ تم حضور ﷺ کے روضہ مبارک کو جنت نہیں مانتے۔ ہمارے نزدیک ”روضہ مبارکہ جنت سے بھی اعلیٰ ہے۔ لہٰذا اعلیٰ حیات تو ہم مانتے ہیں اور تم دھوکہ دیتے ہو۔“

ایک بات انہوں نے یہ بھی کہی کہ تم ابو جہل کو بھی اور ہر مشرک کو بھی زندہ مانتے ہو۔ ہم نے کہا جس طرح یہ لوگ اس دنیا میں زندہ تھے اور ابو جہل کی اور آنحضرت ﷺ کی حیات میں فرق تھا کہ حضور ﷺ کی زندگی اعلیٰ، ارفع، پاکیزہ تھی اور ابو جہل کی زندگی خبث ہی خبث تھی۔ وفات کے بعد بھی ان کی حیات میں فرق ہے یہ تو تم ہو کہ سب کی وفات برابر سمجھتے ہو۔ (نعوذ باللہ)

مولوی نصر اللہ نے یہ بھی گستاخی کی کہ تمہاری بھینس مر جائے تو واپس نہیں آتی تو حضور ﷺ کو کیسے حیات حاصل ہو گئی۔ (نعوذ باللہ) ہم نے کہا یہ بہت بڑی گستاخی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو جانوروں پر قیاس کر رہے ہو۔ (ہم ایسی گستاخیوں سے ہزار ہا بار پناہ مانگتے ہیں) اس طرح اور گستاخیاں بھی وہ کرتے رہے۔ بالآخر جب کسی طرح بھی نہ مانے تو کہنے لگے کہ تم اس تحریر پر دستخط کر دو کہ: ”کسی وجہ سے مناظرہ نہیں ہو سکا۔ لہٰذا ہم جا رہے ہیں۔“ ہم نے کہا ہمیں دستخط کی ضرورت نہیں۔ ہمیں کوئی خطرہ بھی نہیں۔ اگر تحریر کرنی ہے تو صحیح صورتحال لکھو کہ: ”ہم نے اپنا عقیدہ نہیں لکھا۔“ اس وجہ سے باقاعدہ مناظرہ نہیں ہوا۔ آخر میں ایک دلچسپ منظر یہ بھی سامنے آیا کہ ان کا عقیدہ جو انہوں نے گھڑ کر لکھ دیا تھا اور اس کی تحریر ہمارے پاس تھی واپس مانگنے لگے۔ ہم نے کہا ہمارے پاس ہی رہنے دو۔ لیکن وہ سارے جمع ہو گئے کہ ہمارا عقیدہ واپس کرو۔ گویا عقیدہ نہ ہوا۔ کوئی حیض ہوا جس کو چھپانا ضروری تھا۔

بالآخر ذلیل ورسواء ہو کر وہاں سے بھاگے، لوگوں نے ان کے بھاگنے کی اور مزید سیاہ ہو جانے والے چہروں کی تصویریں بنائیں اور ان کے اس عبرتناک انجام کو دیکھ کر عقیدہ حیات النبی ﷺ کی عظمت وصداقت ذہنوں میں مزید پختہ ہو گئی۔ مماتی دل میں کہہ رہے ہوں گے۔ ”بڑے بے آبرو ہو کر ترے کوچہ سے ہم نکلے“

ہم مناظرہ والی جگہ پر ہی رہے، جلسہ کیا لوگوں کو عقیدہ سمجھایا اور معززین علاقہ نے ہماری فتح پر شہادت کے طور پر دستخط کئے اور الحمد للہ کامیاب واپس لوٹے۔

عقیدہ حیات النبی ﷺ زندہ باد!